REGD No P. 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

THE WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۳ — شمارہ ۲۲

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

نائب: فیض احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ -/۷ روپے
ششماہی -/۴ ”
ممالک غیر -/۸ ”
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۴ احسان ۱۳۴۳ھش | ۲۲ محرم ۱۳۸۴ھ | ۴ جون ۱۹۶۴ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۴ جون۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ مورخہ ۳۰ مئی ۷½ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

حضور کی طبیعت کل بھی اچھی رہی۔ کل حضور سیر کے لئے بھی تشریف لے گئے۔ اس وقت بھی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۳۱ مئی۔ آج بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں مقامی احباب کا تربیتی جلسہ ہوا۔ جس میں مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد (جو ان دنوں زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے تشریف لائے ہوئے ہیں) نے احباب سے ایک علمی موضوع پر خطاب کیا۔

قادیان ۲ جون۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان میں یوم خلافت کی مبارک تقریب پر ایک کامیاب جلسہ

رپورٹ مرسلہ بھائی الہ دین صاحب سیکرٹری تبلیغ لوکل انجمن احمدیہ قادیان

قادیان دارالامان ۲۷ مئی۔ مسجد اقصیٰ میں لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے زیر انتظام یوم خلافت کی مبارک تقریب پر ایک پُر وقار جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی زیر صدارت مکرم حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی عمل میں آئی جس کا آغاز مکرم حافظ الہ دین صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عزیز عبدالکریم ملکانہ متعلم مدرسہ احمدیہ نے خلافت کے متعلق ایک نظم پڑھی۔ بعد ازاں صاحب صدر نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر ملک اور قوم کی ترقی قرآنی ارشاد واعتصموا بحبل اللہ جمیعا کے ماتحت اتفاق، اتحاد اور یک جہتی سے وابستہ ہے۔ بیان جاری رکھتے ہوئے صدر صاحب نے صحابہ کرام کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ جبتک مسلمان اس اصول پر کاربند رہے وہ ترقی کی منازل طے کرتے چلے گئے۔ آخر میں آپ نے بتایا کہ انبیاء کی وفات کے بعد خلافت کا نظام اسی اصول کے ماتحت جاری ہوتا ہے اور آج کا جلسہ بھی اس اہم مسئلہ پر روشنی ڈالنے اور اس کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے منعقد کیا جا رہا ہے۔

خلافت اسلامیہ قرآن کریم کی روشنی میں و نظام خلافت بمقابلہ دیگر نظام ہائے دنیوی۔

پہلی تقریر عنوان بالا پر مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے نے کی۔ آپ نے بتایا کہ قومی تنظیم اور [illegible] حقوق کی حفاظت ایک نظام سے وابستہ ہے۔ جس کے فقدان سے اجتماعی اور انفرادی زندگی کو ایک ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔ اس کے قیام کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف میں ایمان اور اعمال صالحہ کے ساتھ مشروط فرمایا ہے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں خلافت کی مختلف اقسام کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ نبی کی زندگی چونکہ محدود زندگی ہوتی ہے اس لئے اس کے جاری کئے ہوئے کام کی تکمیل کے لئے سلسلہ خلافت کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یوشع بن نون کے ذریعہ خلافت کا اجراء ہوا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلافت کا سلسلہ شروع ہوا۔

دوسری تقریر بعنوان خلافت ثانیہ احادیث کی روشنی میں

مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نے کی۔ آپ نے تقریر شروع کرتے ہوئے بیان کیا کہ نبی جس کام کی تخم ریزی کرتے ہیں اسکے پایۂ تکمیل تک پہنچانے اور قومی شیرازہ کو منظم رکھنے کے لئے خلافت کی ضرورت ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ید اللہ علی الجماعۃ اور الامام جُنّۃ یقاتل من ورائہ سے استدلال کرتے ہوئے مقرر نے بیان کیا کہ نبی کے وصال کے بعد خلیفہ کا وجود ہر قسم کے منافقانہ حملے سے جماعت کی حفاظت کرتا ہے نظام خلافت جمہوریت اور ڈکٹیٹر شپ کے بین بین چلتا ہے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف احادیث سے استدلال کرتے ہوئے فاضل مقرر نے خلافت کے انتخاب۔ خلیفہ کے عدم عزل اور اس کی مکمل اطاعت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

خلافت احمدیہ از تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تیسری تقریر مکرم مولوی عطاء اللہ صاحب نے مندرجہ بالا عنوان پر کی۔ آپ نے بیان کیا کہ قرآن کریم کی آیت آخرین منھم لما یلحقوا بھم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بعثتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اس لئے خلافت اسلامیہ کے دوسرے دور کا ہی نام خلافت احمدیہ ہے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ الوصیت کے مختلف اقتباسات سے خلافت احمدیہ پر مختلف پیرایوں میں روشنی ڈالی۔

بعد ہ حافظ عبدالرحمٰن صاحب نے ایک نظم خوش الحانی سے سنائی اور بعد ازاں یو معطفیٰ صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ نے

برکات خلافت

کے موضوع پر ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ بعدہٗ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب نے

منکرین خلافت کا انجام

کے موضوع پر تقریر سے قبل سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی اور بعد تقریر شروع فرمائی۔ اور بتایا کہ دنیا کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کی بنیاد سورۃ فاتحہ میں پائی نہ جاتی ہو۔ آپ نے آیت استخلاف سے استدلال کرتے ہوئے بیان کیا کہ خلافت سے وابستہ رہنے والوں کو جہاں دینی طور پر استقامت حاصل ہوتی ہے وہاں دنیاوی طور پر ان کا ہر قسم کا خوف امن سے بدل جاتا ہے۔ اور اس کے خلاف منکرین خلافت عقائد اور اعمال کے لحاظ سے اصل بنیاد سے دور دور تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ وہی منکرین خلافت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اور خلافت اولیٰ کے اوائل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اور خلیفہ اول کو اپنا مطاع تسلیم کرتے تھے انہوں نے آہستہ آہستہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت سے انحراف کرتے ہوئے اپنے دوسرے عقائد میں بھی نمایاں تبدیلی اختیار کر لی۔ جس کی وجہ سے وہ دن بدن انتشار میں مبتلا ہوتے چلے گئے۔ ان کا قومی شیرازہ بکھر کر پھوٹ پڑ گئی ان کا امن خوف سے تبدیل ہو گیا۔ اب ان کی جماعتی حیثیت بھی آہستہ آہستہ ختم ہوتی چلی جا رہی ہے۔

اسکے بعد شبیر احمد صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ نے ایک نظم پڑھ کر سنائی۔ اور بعد ازاں مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد نے جو حسن اتفاق سے اس موقعہ پر دارالامان میں تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عہد سعادت کے کارنامے کے موضوع پر ایک ولولہ انگیز تقریر کی۔ جس میں آپ نے بتایا کہ سورج کی روشنی اور پہاڑوں کی بلندی کا انکار ممکن ہے مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے کارناموں کا انکار ممکن نہیں۔ آپ ایک مجسم جہاد ہیں اور آپ کی زندگی ”وہ جلد جلد بڑھے گا“ کے الہام کے ماتحت ایک معروف عمل زندگی ہے۔ آپ نے بچپن سے ہی اشاعت

(باقی صفحہ پر)

کاتب صلاح الدین ... پرنٹر پبلشر نے ... آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۴ رجون ۱۹۶۴ء

پنڈت نہرو کے بعد کون؟

یہ وہ منحوس عنوان ہے جو بھارت کے بیسیوں اخبارات نے گذشتہ سالوں میں اپنی پیشانیوں پر کئی بار جمایا اور اس پر طبع آزمائی کی جبکہ ہمارے محبوب وزیراعظم بیاق و چوبند اور تندرست و توانا تھے اور جب "پنڈت نہرو کے بعد" کا تصور ہی بڑا دردناک محسوس ہوا کرتا تھا۔ اور ہمیں ہمیشہ ایسے عنوان پہ اور اس عنوان کے تحت لکھے گئے اداریوں پہ تعجب ہوا کرتا تھا کہ یہ عنوان جمانا جانا بجائے خود کتنی سنگدلی کا شاہکار ہے۔

لیکن آج جب یہ تصور ایک تلخ ترین حقیقت بن کر ہمارے سامنے آیا ہے تو ہمارا ملک گھپ اندھیروں میں شامک ٹوئیے مار رہا ہے۔ اور اس سوال کا جواب بڑے بڑے سیاسی نبض شناسوں کے دماغ میں نہیں آرہا ہے۔ اور اس سوال نے ملک بھر کے اندر ایک ذہنی ناآسودگی پیدا کر دی ہے۔ کیونکہ اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ سوال ہی لاجواب ہے۔

یہ تو یقینی امر ہے کہ آج نہیں تو کل یہ فیصلہ ملک کے لیڈروں کو کرنا ہی ہوگا کہ وہ ملک کی باگ ڈور کس کے ہاتھ میں دیتے ہیں۔ لیکن گذشتہ پانچ روز میں جو حقیقت کھل کر سامنے آئی ہے وہ یہی ہے کہ سیاسی اقتدار کی رسہ کشی کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ اور وزارتِ عظمیٰ کا قلمدان سنبھالنے کے لئے کئی امیدوار میدان میں آ چکے ہیں۔ اور یہی بات ملک کے عوام کے لئے تعجب خیز ہے کہ ابھی دلی کے راج گھاٹ پر پنڈت جی کی چتا کے پھول بھی اٹھنے نہیں پائے تھے کہ اقتدار کی کشمکش نے جنم لے لیا ہے۔

یہ وقت جہاں ملک کے لئے نازک ترین وقت تھا وہاں اپنے عظیم رہنما کے اچانک اٹھ جانے کے باعث دلوں میں رقت پیدا ہونی چاہیئے تھی۔ اور اسی رقت اور یگانگت کا تقاضا تھا کہ ایک نام کے بعد دوسرا نام پیش نہ ہوتا۔ اور ایک دن بھی ضائع کئے بغیر جانشینی کا مسئلہ حل ہو جاتا تا بیرونی دنیا میں ہمارا وقار اور بھرم قائم ہو جاتا۔ لیکن افسوس ہے کہ ملک کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکا۔ اور جب جبکہ اقتدار کی رسہ کشی کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ یہ چیز آئندہ چل کر ملک کے استحکام کی بجائے سیاسی انتشار کا موجب ہو سکتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی ایک اور تلخ حقیقت یہ سامنے آئی ہے کہ پنڈت نہرو کا جانشین چاہے کوئی ہو وہ پنڈت نہرو نہیں بن سکتا بلکہ ہم یہ دعوےٰ بھی کر سکتے ہیں کہ ملک بھر کے تمام سیاسی رہنما بھی جمع ہو جائیں تو وہ اپنے اجتماع کو پنڈت نہرو کا نام نہیں دے سکتے۔ اس لئے کہ وہ ایک منفرد شخصیت تھی۔ وہ ایک پرعظمت انسان تھا۔ جس نے اپنی زندگی ملک کی آزادی اور ترقی کے داؤ پر لگا دی تھی۔ اس کی بیشمار قربانیاں اور ملک کو بام رفعت پر لے جانے کیلئے اس کی انتھک مساعی اور پھر سارے جہان کا درد ہمارے جگر میں ہے والا جذبہ ایسی چیزیں تھیں جنہوں نے پنڈت جی کو ایک غیر معمولی انفرادیت بخش دی تھی۔ سنگین ملکی مسائل ان کے وقار کے سامنے پہنچ کر خود بخود گداز ہو جاتے تھے اور ملک کی سیاسی پارٹیوں کے اختلافات کا سر اس کے سامنے جھک جایا کرتا تھا۔ یہ قدرت کی ایک دین تھی جو ہمارے ملک میں آج تک کسی سیاسی لیڈر کو حاصل نہیں ہو سکی۔

لہذا یہ تو سوچنا ہی قطعی لاحاصل ہے کہ پنڈت جی کا کوئی بھی جانشین ان کا حقیقی مقام اور عزت اور مرتبہ حاصل کر سکے گا یہ ان کی اپنی چیزیں تھیں جو وہ اپنے ساتھ لے گئے۔ اور آج بھارت کو واقعیت کے رنگ میں یہ محسوس ہوا ہے کہ "پنڈت نہرو کے بعد کون؟" کا مسئلہ کتنا مشکل کتنا پیچیدہ اور کتنا لاینحل ہے۔ آج سے کچھ دن پہلے یہ عنوان جمالینا تو آسان تھا اور اس پر اپنی قلمی موشگافیوں کا مظاہرہ کر لینا بھی چنداں مشکل نہ تھا۔ لیکن آج کوئی اس عنوان پر پیش پا افتادہ حقائق کو مدنظر رکھ کر طبع آزمائی کرے تو بات ہے۔

ہمیں یہ حقیقت بیان کر دینے میں کوئی باک نہیں کہ ۲۷ رمئی تک بھارت کی تصویر کے دو رخ تھے جو ایک دوسرے پر یوں بچھائے ہوئے تھے۔ جیسے حیدرآباد دکن کی سالار جنگ میوزیم میں بعض تصاویر آویزاں ہیں۔ جنہیں بالکل سامنے سے دیکھا جائے تو ایک شکل نظر آتی ہے۔ لیکن اگر پہلو سے دیکھا جائے تو دوسری شکل نظر آتی ہے۔ اب تک بھارت کو جہاں کہیں بھی دیکھا جاتا تھا سامنے سے پنڈت نہرو ہی کی تصویر نظر آیا کرتی تھی۔ جو بھارت کے ہر شعبۂ زندگی پر چھائی ہوئی تھی۔ اور سچی بات تو یہ ہے۔ دنیا بھر میں بھارت کا تصور پنڈت نہرو ہی کی ذات تھا اور انہی کے دم قدم سے بھارت کو دنیا میں ایک مقام اور مرتبہ حاصل تھا۔

لیکن آج پنڈت نہرو کے اٹھ جانے سے تاریخ نے اپنا ورق الٹ دیا ہے اور بھارت نئے رنگ و روپ کے ساتھ دنیا کے سامنے آرہا ہے۔ مرغی کے نوزائیدہ بچوں کی طرح ملک کے وہ چھوٹے بڑے مسائل جو اندرونی اور بیرونی خطرات کی چیلوں کو دیکھ کر سمٹ آتے تھے۔ پنڈت جی اپنے نرم و گرم پروں کے نیچے انہیں چھپا لیتے تھے۔ اور ان خطرات کا منہ چڑایا کرتے تھے۔ لیکن اب حالات نے پلٹا کھایا ہے۔ ہمیں کہ سیاسی اقتدار کی رسہ کشی کا دور شروع ہونے والا ہے۔ بلکہ اس سیاسی کھیل کا پہلا نقشہ اخبارات کے پردہ اسکرین پر پڑ رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دور شروع ہو چکا ہے۔ پنڈت جی کی وفات نے دلوں پر جو چرکے لگائے ہیں۔ اگر ان سے ہمارے سیاسی لیڈروں کے دلوں پر رقت اور سوز و گداز کی کیفیت پیدا نہیں ہو سکی اور انہوں نے پنڈت جی کے آنکھیں موندتے ہی ان کے اتحاد و یگانگت ہم رنگی اور ہم آہنگی کے اصولوں کو پس پشت ڈال دیا ہے تو آئندہ چل کر جب مرور زمانہ ان زخموں کو بالکل مندمل کر دے گا تو کیا صورت ہوگی!؟

ہم بھارت واسیوں کو یہ مشورہ دیں گے کہ یہ وقت جنگ زرگری کا نہیں ہے یہ وقت اقتدار کی حرص و ہوس کا نہیں ہے بلکہ متحد ہو کر کام کرنے کا وقت ہے۔ اگر سیاسی کشمکش نے بھارت کے اندر جنگِ اقتدار کی بنیاد رکھ دی تو تاریخ کا فیصلہ ہمیشہ یہی رہا ہے کہ ملک کمزور ہو جاتا ہے۔ اور ترقی کی منزل گریز پا ہو جایا کرتی ہے۔

تاریخ کے اس خطرناک ترین موڑ پر تیزی سے گذرتا ہوا وقت اہل بھارت کو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اتحاد و یکجہتی کا دامن مضبوطی سے تھام لو۔ اور ماضی میں پنڈت نہرو کے بل بوتے پر جو غلطیاں اور لغزشیں تم سے سرزد ہوتی تھیں انہیں اب دہرانے کی کوشش نہ کرو۔ کیونکہ اب تمہاری ہر غلطی تم سے انتقام لے گی اور تمہاری ہر لغزش ایک خطرناک ردِ عمل اپنے پیچھے لائے گی۔ اور تمہاری ہر آواز گنبدِ دوراں سے ٹکرا کر ایک ہولناک بازگشت پیدا کرے گی۔ وہ عظیم رہنما اٹھ گیا جو ساری دنیا میں تمہاری غلطیوں اور لغزشوں کو اپنی شخصیت کے پرچم میں چھپایا کرتا تھا۔ بھارت کا وہ قابل فخر فرزند چلا گیا جو کمیونسٹوں سے بھی اور سرمایہ داروں سے بھی اپنے ترقیاتی منصوبوں کیلئے امداد حاصل کر لیا کرتا تھا۔ اور ساری دنیا جانتی تھی کہ یہ بھارت کا وہ محبوب لیڈر ہے جو اپنے ترقیاتی منازل طے کر رہا ہے۔ اور جو امن عالم اور بین الاقوامی انسانیت کا علمبردار ہے۔ لیکن اب ہم صرف ہندوستانی ہیں ہمیں تیرا کیسے ملا ہر سطح سال بھر نئے اخبار کرم چوہیں گھنٹے ہیں۔ پنڈت جی کی زندگی میں ہم ہمیشہ یقین رکھتے تھے کہ ساری دنیا میں ہمیں ایک مقام حاصل ہے۔ لیکن اب ہر محاذ پر ہمیں اپنی مرضی کی پوزیشن تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔ اب ہمیں بین الاقوامی طور پر کوئی پوزیشن حاصل کرنے کے لئے ایک زمانہ درکار ہوگا۔ اور دنیا میں اپنی ساکھ قائم کرنے کے لئے ہمیں ایک مسلسل جدوجہد کرنا ہوگی۔ اور ان چیزوں کی ضمانت صرف اور صرف اتحاد و یکجہتی ہے۔ جس کے لئے ملک کے لیڈروں کو بھی اور ملک کے عوام کو بھی بیک وقت سوچنا ہوگا۔

خیر مقدم

یہ پرچہ مرتب ہو چکا تھا کہ ریڈیو پر یہ خوشکن خبر موصول ہوئی کہ شری لال بہادر شاستری متفقہ طور پر وزیراعظم منتخب ہو گئے ہیں۔ ہم اپنے نئے وزیراعظم کا دلی خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بہتر رنگ میں ملک کی رہنمائی کی توفیق دے۔ اور وہ اپنے پیشرو کے صحیح جانشین ثابت ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ وزارت عظمیٰ کی گدی کے لئے تفرقہ انتشار اور رسہ کشی کا جو خطرہ تھا۔ وہ وقتی طور پر ٹل گیا ہے۔

(ف - ا - ش)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

قادیان میں ایک شادی اور دعوتِ ولیمہ

قادیان۔ مکرم امین حامد صاحب سابق ایڈیٹر ماہنامہ ستیہ دوت کنانور کے بیٹے مکرم عبدالحق صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ٹیچر تعلیم الاسلام مڈل سکول قادیان کا نکاح عزیزہ مسعودہ بیگم بنت ای کے حسین صاحب مرحوم آف کنانور ربیبہ مکرم چوہدری عبدالحق صاحب معاون ناظر اعلیٰ قادیان سے ایک ہزار روپے حق مہر پر محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے بتاریخ ۲۶ رمئی مسجد مبارک میں پڑھا۔ اور مورخہ ۲۷ رمئی کو شادی کی تقریب عمل میں آئی۔ اور مورخہ ۳۰ رمئی کو مکرم امین حامد صاحب نے اپنے لڑکے مکرم عبدالحق صاحب کی دعوتِ ولیمہ دی۔ جس میں صدر انجمن احمدیہ کے جملہ ممبران مقیم قادیان اور بہت سے مقامی درویشان کو بھی مدعو کیا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے۔ اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

(ادارہ بدر)

نصرتِ الٰہی حاصل کرنیکے دو اہم ذرائع

صبر ــ اور ــ صلوٰۃ

(رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آیت کریمہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (البقرہ آیت ۱۵۴) کی لطیف تفسیر بیان فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مدد کے حصول کے لئے جو گر بیان فرمائے ہیں وہ قارئین کے افادہ کے لئے ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں ۔ (ادارہ)

اس آیت میں یہ

عظیم الشان مسئلہ

بیان کیا گیا ہے کہ مسلمان کے لئے کسی تکلیف پر رونا یا اس کے دل میں درد کا احساس پیدا ہونا منع نہیں ۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم کو کئی قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا اور تم ان کو محسوس بھی کرو گے لیکن میں تمہیں اس درد کا علاج یہ بتاتا ہوں کہ صبر اور دعا کو کام میں لاؤ ۔ یہ نہیں فرمایا کہ قطعی طور پر کسی تکلیف کو محسوس ہی نہ کرو ۔ احادیث میں آتا ہے کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نواسہ فوت ہونے لگا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ! کیا آپ بھی روتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرا دل سخت نہیں بنایا ۔ غرض درد کا احساس منع نہیں ۔ اسی لئے فرمایا کہ تکالیف تو ہوں گی اور تلوار بھی چلے گی اور تمہاری گردنیں بھی کٹیں گی ۔ لیکن ان پر صبر سے کام لینا اور استقلال سے اپنے کام میں لگے رہنا ۔ ہم تمہیں یہ نہیں کہتے کہ تمہیں غم کا احساس نہیں ہونا چاہئیے ۔ یہ ایک

طبعی جذبہ

ہے ۔ جو مٹایا نہیں جا سکتا ۔ ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ ان قربانیوں میں استقلال سے حصہ لو اور اپنے پائے ثبات میں کبھی لغزش نہ آنے دو ۔ پھر فرمایا ۔ کہ یہ تو دنیوی تدابیر ہیں ۔ تمہارا اصل کام یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور دعاؤں سے اس کی مدد مانگو ۔ جب تک تم خدا تعالیٰ پر کامل توکل نہیں کرو گے ۔ اور اس سے دعائیں کر کے اپنا مددگار نہیں بنا لو گے اس وقت تک تمہیں فتح حاصل نہیں ہو گی ۔ دیکھو ایک نادان اور کم عقل بچہ بھی جب اسے کوئی ڈراتا ہے تو فوراً اپنی ماں کے پاس بھاگ جاتا ہے ۔ حالانکہ خواہ کتنی ہی کمزور ہو ۔ وہ اس کے پاس جا کر اپنے آپ کو محفوظ خیال کرتا ہے ۔ اسی طرح ایک مومن پر بھی جب کوئی دشمن حملہ کرتا ہے ۔ تو اس کی پناہ صرف خدا تعالیٰ کا ہی وجود ہوتا ہے ۔ اسی لئے چونکہ صلوٰۃ کا تعلق روحانی تعلق کے لحاظ سے خدا تعالیٰ سے ہے ۔ اور صبر کا تعلق جسمانی ہونے کے لحاظ سے انسانی تدابیر سے ہے ۔ جس میں بھی جبری طور پر خدا تعالیٰ کی محبت کا اظہار ہوتا ہے ۔ اور صلوٰۃ میں

شوقیہ طور پر

خدا تعالیٰ سے محبت

کا اظہار ہوتا ہے ۔ مشکلات اور مصائب ہم خود پیدا نہیں کرتے بلکہ دشمن مشکلات اور مصائب لاتا ہے ۔ اور ہم انہیں برداشت کرتے ہیں ۔ اور خدا تعالیٰ کو نہیں چھوڑتے لیکن نماز اور دعا طوعی عبادت ہے ۔ نماز ہمیں کوئی جبراً نہیں پڑھاتا بلکہ ہم خود پڑھتے ہیں ۔ پس صبر میں ہم جبری طور پر خدا تعالیٰ کی محبت کا ثبوت دیتے ہیں ۔ اور صلوٰۃ میں طوعی طور پر اس کا اظہار کرتے ہیں ۔ اور جب یہ دونوں چیزیں مل جاتی ہیں تو محبت کامل ہو جاتی ہے ۔ اور خدا تعالیٰ کا فیضان جاری ہو جاتا ہے ۔

صبر کے جو معنے اوپر بیان کئے گئے ہیں اُن کے لحاظ سے

اس آیت کا مطلب

یہ ہے کہ (۱) اے مومنو ! جب تم پر خدا تعالیٰ کی راہ میں مصائب اور مشکلات آئیں تو تم گھبرایا نہ کرو اور نہ اُن پر شکوہ کا اظہار کیا کرو (۲) اے مومنو ! یہ باتیں خدا تعالیٰ کے قرب میں روک ہیں تم ان سے بچنے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہا کرو ۔ (۳) اے مومنو ! جب تم کو وہ احکام دیئے جائیں جن کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے تو تم ان پر عمل کرنے میں سستی نہ دکھایا کرو بلکہ استقلال سے اُن پر عمل کیا کرو ۔ یہ تین باتیں

روحانی مدارج

کے حصول کیلئے ممد ہیں ۔ تم ان باتوں کو مد نظر رکھو ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو جو کام تمہارے سامنے آئے اسے پورا کرنے میں تمہیں کامیابی ہو گی اور تمہارا مقصد تمہیں حاصل ہو جائیگا ۔

صلوٰۃ کے معنوں

کو مد نظر رکھتے ہوئے اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ (۱) اے مومنو ! تم نماز کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی مدد حاصل کرو (۲) اے مومنو ! تم دعاؤں کے ذریعہ اس کی مدد حاصل کرو ۔ (۳) اے مومنو ! دین پر استقلال کے ساتھ قائم ہو جانے کے ذریعہ سے اس کی مدد حاصل کرو (۴) اے مومنو ! تم خدا تعالیٰ کی مخلوق پر رحم اور شفقت کر کے اس کی مدد حاصل کرو (۵) اے مومنو ! تم خدا تعالیٰ کے حضور استغفار اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کر کے اس کی مدد حاصل کرو (۶) اے مومنو ! تم خدا تعالیٰ کے رسول پر درود بھیج کر اس کی مدد حاصل کرو ۔ گویا یہ سب کے سب

اللہ تعالیٰ کی نصرت

اور مدد کے حصول کے ذرائع ہیں ۔

سورۂ فاتحہ میں یہ بتایا گیا تھا کہ تم اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہا کرو ۔ یعنی اے خدا ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں ۔ اب اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ مدد کس طریق سے حاصل کی جا سکتی ہے فرماتا ہے ۔

وہ ذرائع یہ ہیں

پہلے ایک تو دین کے راستہ میں جو مشکلات اور مصائب پیش آئیں اور جو قربانیاں تمہیں کرنی پڑیں اُن سے گھبرایا نہ کرو

دوسرے

ان امور سے جن سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں روکا ہے رُکے رہو ۔

تیسرے

وہ قربانیاں جو قرب الٰہی کے حصول کے لئے ضروری ہیں ان کو ترک نہ کرو اور اُن پر استقلال اور دوام اختیار کرو ۔

چوتھے

دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری قربانیوں کے بہتر نتائج پیدا کرے ۔ اور ان کو قبول فرماتے ہوئے تمہیں غلبہ بخشے ۔

پانچویں

غرباء سے ہمدردی اور شفقت کا سلوک کرو ۔ تا مخلوقِ خدا کو آرام پہنچانے کی وجہ سے خدا تعالیٰ بھی تم سے خوش ہو ۔

چھٹے

خدا تعالیٰ سے اپنے قصوروں کی معافی طلب کرتے رہو ۔ ساتویں انبیاء پر درود بھیجا کرو کیونکہ ان کے ذریعہ سے ہی تم کو خدا تک پہنچنے کی توفیق ملی ہے ۔

آٹھویں

خدا تعالیٰ کے دین پر استقلال کے ساتھ قائم رہنے کی کوشش کیا کرو ۔

نویں

عبادت پر مضبوطی سے قائم رہو ۔ یہ سب امور خدا تعالیٰ نے کامیابی کے حصول کے بیان فرمائے ہیں ۔ پس جو شخص چاہتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت حاصل کرے اس کے لئے ان نو باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے ۔

بندے کا صرف اپنے منہ سے خدا تعالیٰ کو یہ کہنا کہ الٰہی میری مدد کر کوئی معنے نہیں رکھتا ۔ مدد حاصل کرنے کے لئے پہلے ان

ذرائع پر عمل کرنا

ضروری ہے جو شخص گھبرا کر مایوس ہو جاتا ہے اور پھر یہ امید رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے اُس کی مدد کے لئے آسمان سے نازل ہوں گے وہ اس کی مدد حاصل کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کو پس پُشت ڈال دیتا ہے اور ساتھ ہی یہ امید رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے اُس کے لئے نازل ہوں گے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا ۔ جو شخص قربانیوں سے ہچکچاتا اور خدا تعالیٰ کی عائد کردہ ذمہ داریوں کو پورا کرنے سے قاصر رہتا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا ۔ جو شخص دعا نہیں کرتا اور خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ طور پر گڑگڑاتا نہیں اور اس کے باوجود اُس کی معجزانہ تائید کا امیدوار بنتا وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا ۔ جو شخص

دین کے معاملے میں غیرت

سے کام نہیں لیتا اور اس کی ترقی میں مدد نہیں دیتا وہ دشمنوں کے مقابلہ میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا جو شخص غرباء اور مساکین پر شفقت نہیں کرتا اور اُن کی مشکلات کو دور کرنے میں ہاتھ نہیں بٹاتا وہ اپنی مشکلات کے وقت خدا تعالیٰ کی تائید حاصل کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر درود نہیں بھیجتا ۔ اُن کے لئے دعائیں نہیں کرتا اور اُن کے احسانات کے شکریہ کا احساس اپنے دل میں نہیں رکھتا وہ اللہ تعالیٰ کی مدد ۔ ۔ ۔ حاصل کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا ۔ جو شخص عبادت اور خدمت دین کے لئے اپنی ساری عمر وقف نہیں کرتا وہ قرب الٰہی کے اعلیٰ مدارج پانے میں کامیاب نہیں ہوتا ۔ پھر باوجود ان سب باتوں پر عمل کرنے کے جو شخص یہ محسوس نہیں کرتا کہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا اور اپنے عمل پر اتراتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا

لوگ منہ سے تو کہہ دیتے ہیں

کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ لیکن یہ نہیں جانتے کہ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہنے کے ساتھ کن کن باتوں کی ضرورت ہے ۔ وہ ڈاکخانہ میں روپے منی آرڈر کرانے کے لئے جاتے ہیں ۔ تو منی آرڈر فارم ساتھ لے کر جاتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جب تک منی آرڈر ۔ ۔ ۔ نہیں کیا جائے گا روپیہ پوسٹ نہیں ہو سکتا ۔ وہ ڈاکخانہ میں خط ۔ ۔ بھیجتے ہیں تو اس پر ٹکٹ لگاتے ہیں ورنہ وہ بیرنگ ہو جاتا ہے مدرسہ میں داخل ہونے کے وقت

وہ فارم پُر کرتے ہیں

جو داخلہ کے لئے محکمہ تعلیم کی طرف سے مقرر ہوتا ہے امتحان کے لئے بھی فارم پُر کرتے ہیں ۔ (باقی صفحہ پر)

[illegible] شذرات

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی قادیان

تیس سال بعد!

چند سال ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی وفات کے بعد اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ مولانا اپنی کوئی سربمہر تحریر محفوظ فرما گئے ہیں جس کے متعلق ان کی وصیت یہ ہے کہ اسے تیس سال کے بعد کھول کر پڑھا جائے

اس سربستہ راز کے بارہ میں سیاسی جوتشیوں نے کئی قسم کی پیشگوئیاں کر رکھی ہیں جو مختلف قسم کی ہیں لیکن درحقیقت وہ سب کی سب ایسی ہی ہیں جیسے کچھ اندھوں نے ایک ہاتھی "دیکھا" تھا اور اس کے جسم کے مختلف حصوں کو ٹٹول کر انہیں مختلف چیزوں سے تشبیہ دی تھی۔ لہٰذا سچی بات یہی ہے کہ کسی کو بھی اس تحریر کے مالہٗ و ماعلیہ کے متعلق کوئی علم نہیں ہے۔

ہم نے تو کئی بار اس تحریر کے متعلق مراقبہ میں بیٹھ کر غور کیا ہے لیکن اس کے مضمون کی کوئی خاص بات تصور کی گرفت میں نہیں آ سکی۔ بلکہ جب ہم اس تحریر کے مضمون کے متعلق زیادہ غور کرتے ہیں تو مضمون سے زیادہ اس حکمت کی گتھیاں سلجھاتے رہتے ہیں جو "تیس سال بعد" کے اندر مضمر ہے۔ اور آخر وہ کونسی راز کی بات تھی جسے تیس سال تک معرضِ اخفا میں رکھنا ضروری تھا۔ اگر وہ کوئی ایسی بات ہے جو بھارت کے لوگوں کے لئے مفید ہے تو اسے فوری طور پر نشر ہونا چاہیے تھا تاکہ ہم ابھی مستفید ہوتے۔ یا پھر جیسا کہ مولانا ابوالکلام آزاد ایک بہت بڑے علامہ اور محب وطن رہنما تھے۔ اگر انہوں نے اہل وطن کو کوئی نصیحت فرمائی ہے تو اسے بھی فوری طور پر باہر آنا چاہیئے تھا۔ آخر اسے تیس سال تک چھپائے رکھنے سے ان کا مقصد کیا تھا؟

پھر کیا کہیں ایسا تو نہیں کہ جس طرح مولانا نے اپنی کتاب India Wins Freedom میں بعض ایسی باتوں کا انکشاف کیا ہے جن سے بھارت کے فرقہ پرست طبقہ کے کان کو دھکا لگا۔ اور ان سربستہ رازوں کے کھل جانے سے بعض مستند باتیں منظرِ عام پر آ گئی ہیں۔ ویسے ہی اس تحریر میں بھی مولانا نے بعض تلخ حقیقتوں کو بے نقاب کیا ہو۔ لیکن اگر کوئی ایسی بات بھی تھی تو اسے تیس سال تک چھپائے رکھنے کی کوئی خاص ضرورت سمجھ میں نہیں آ سکی۔ بلکہ اسے تو جلد از جلد منظرِ عام پر آنا چاہیئے تھا تاکہ ملک کے لیڈر ان حالات اور ان کے موجبات پر غور کر کے مناسب تدابیر اختیار کریں اور تاکہ اصلاحِ احوال ہو سکے۔

اور پھر اس نقطۂ نگاہ سے کہ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم ایک بڑے بے دھڑک اور بے خوف سیاسی لیڈر تھے اور انگریزوں کے زمانہ میں انہوں نے کئی بار قید و بند کی صعوبتیں بڑی ہی جرات اور پامردی سے برداشت کی تھیں اور اپنے سیاسی نظریات کو بیان کرنے میں وہ ایک ننگی تلوار تھے۔ آخر انہیں کیا ضرورت پیش آئی تھی کہ وہ اپنی تحریر کو تیس سال تک محفوظ رکھنے کی وصیت کر گئے

اگر وہ تحریر ملک کی ترقی کے لئے بعض تجاویز پر مشتمل ہے تو ان تجاویز کی اس وقت تو ملک کو بہت زیادہ ضرورت ہے جب کہ یہ اپنے ترقیاتی منصوبوں پر عمل کر رہا ہے۔ اور تیس سال کے بعد (جو ۱۹۸۸ء میں پورے ہوں گے) تو ملک کا نقشہ ہی بدل چکا ہوگا۔ اور یہ اپنی ترقی کی بلندیوں کو چھو رہا ہوگا۔

بہرحال یہ بات قطعاً سمجھ میں نہیں آ سکی کہ تیس سال کی پابندی کی ضرورت کیا تھی اور مولانا نے یہ وصیت کیوں نہ کر دی کہ یہ تحریر ان کی وفات کے معاً بعد کھول کر شائع کر دی جائے اگر انہیں اپنی زندگی میں اس تحریر کے آؤٹ ہو جانے سے کوئی خطرہ بھی محسوس ہوتا تھا تو اپنی وفات کے بعد انہیں کیا خطرہ تھا۔ گو ہم یہ بھی تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں کہ انہیں کوئی حق بات کہہ دینے سے کبھی خطرہ محسوس ہوا ہو۔ کیونکہ وہ ایک فطرتاً آزاد اور پیدائشی طور پر نڈر لیڈر تھے۔

خدا جانے اس وقت کونسی مصلحت ان کے سامنے تھی اور خدا جانے اس تحریر کا مضمون کیا ہے جس نے مولانا ابوالکلام مرحوم جیسے مسلّمہ بے خوف لیڈر کے سامنے مصلحتوں کے انبار لگا دیتے اور انہوں نے تیس سال کی پابندی ضروری خیال کی۔ تاہم ہمارا اندازہ یہ ہے کہ انہوں نے اس میں بعض ایسی باتیں لکھی ہیں جو یا تو ان کے اپنے ہمعصروں سے سیاسی اختلافات پر مشتمل ہیں یا پھر بھارت کی فرقہ پرست جماعتوں کی فرقہ پرستی کے متعلق ہیں۔ اور مولانا نے اپنی اس تحریر کے آخر پر لکھا ہوگا کہ

> آج تیس سال کا طویل عرصہ گذر جانے پر بھی دیکھ لو فرقہ پرستی کا مرض بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے
> اور گاندھی جی اور پنڈت نہرو کی عظیم شخصیتیں بھی اسے روک نہ سکیں

اگر ہمارا یہ اندازہ درست ہے اور ہمیں اس کے درست ہونے پر کافی یقین ہے تو ہم بھارت کے موجودہ مسلمان وزیروں سے بھی درخواست کریں گے کہ چونکہ وہ بھارت کے حالیہ فرقہ وارانہ فسادات کے بارہ میں اپنی مصلحتوں کے پیشِ نظر کوئی مذمت نہیں کر سکے۔ اور نہ وہ بھارت کے مسلمانوں کے حق میں کوئی کلمۂ خیر کہہ سکتے ہیں اسلئے وہ بھی ایسی تحریریں سربمہر کر کے اسٹیٹ بنک میں محفوظ کر جائیں جن کے متعلق وصیت کی گئی ہو کہ انہیں ان کی وفات کے

تیس سال بعد کھولا جائے

ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ یہ بڑا ہی محتاط اور محفوظ طریق ہے۔ اور ان کی قبریں کھود کر ان سے کوئی انتقام نہیں لیا جائے گا!!!

دو - دو - دو ۲

کچھ عرصہ سے دنیا بھر میں ایک عجیب قسم کا مرض پھیل رہا ہے جس نے آہستہ آہستہ وبائی صورت اختیار کر لی ہے اور یہ متعدی مرض بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ پھر عجیب تر بات یہ ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے سیاسی ڈاکٹر مفکر اور مدبر نہ صرف یہ کہ خاموشی کے ساتھ اس متعدی مرض کی تباہ کاریوں کا تماشا دیکھ رہے ہیں بلکہ وہ خود اس مرض کے جراثیم پال رہے ہیں۔ اور انہیں نئے سے نئے علاقہ میں پھیلاتے چلے جا رہے ہیں اور ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ ایک وقت ایسا بھی عنقریب آنے والا ہے جب ساری دنیا اس متعدی اور موذی مرض کی لپیٹ میں آ جائے گی۔

اس تماشا گاہِ عالم میں سیاسی مداری ایسے ایسے کرتب دکھاتے ہیں کہ عام عقل و فہم کا انسان یوں محسوس کرنے لگتا ہے کہ گویا وہ ایک خواب دیکھ رہا ہے مگر خوابوں کے یہ ہیولے جب متجسم ہو کر حقیقتوں کا روپ دھار لیتے ہیں تو ذہن چونک جاتے ہیں اور احساس کے سینے میں سوئیاں چبھنے لگتی ہیں۔ یہ متعدی مرض جس کا ذکر اگلی سطور میں کیا جا رہا ہے انہی سیاسی مداریوں کا پھیلایا ہوا ہے۔

یہ مرض ہے "دو ٹکڑے کرنے" کا۔ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد سیاسی مداری اپنے پٹارے میں ہاتھ ڈالتے ہیں اور کوئی نئی چیز نکال کر مجمع سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں :-

> دیکھئے صاحبان ابھی ابھی آپ کے دیکھتے ہی دیکھتے محض پھونک مارنے سے یہ چیز دو ٹکڑے ہو جائے گی۔!

اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے مضبوط سے مضبوط چیز دو ٹکڑے ہو جاتی ہے۔

آپ نے غور فرمایا کہ گذشتہ جنگِ عظیم سے قبل اس قسم کا کوئی مرض دنیا میں موجود نہ تھا۔ جنگ ختم ہوتے ہی سیاسی مداریوں کیلئے ایک ٹریننگ کیمپ قائم کیا گیا۔ جس میں بڑے بڑے نامور شعبدہ بازوں نے ٹریننگ حاصل کی اور پھر انہوں نے اپنی ایک انجمن بنائی جسے ہم "یو۔ این۔ او" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اسی کے صدر دفتر میں وہ مجمع لگتا ہے جس میں سیاسی مداری اپنے محیّر العقول کرتب دکھاتے ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ اس متعدی مرض کے جراثیم تقسیم کرتے ہیں اور مجمع کے سامعین یا ناظرین ان جراثیم کی جھولیاں بھر کر اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں!

چنانچہ آپ دیکھ لیجئے اور چشمِ بصارت سے نہیں بلکہ چشمِ عبرت سے دیکھئے کہ اگر صورتِ حال یہی رہی تو کچھ عرصہ کے بعد دنیا کے ہر ملک کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے۔ آپ یقیناً فرمائیں گے کہ کوئی مثال پیش کرو تو لیجئے ایک نہیں کئی مثالیں پیشِ خدمت ہیں :-

۱۔ فلسطین
۲۔ جرمنی
۳۔ کوریا
۴۔ بھارت
۵۔ چین
۶۔ ویٹ نام
۷۔ کشمیر

کیا آپ کی آنکھوں کے سامنے ان تمام ممالک کے دو ٹکڑے نہیں ہوتے؟ اور پھر آپ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ان تمام خطوں کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان مستقل طور پر جنگ کی کیفیت رہتی ہے۔ اور اب قبرص کے دو ٹکڑے کرنے کے لئے تیاریاں تیزی کی جا رہی ہیں۔

بعض ناداں یہ کہا کرتے ہیں کہ انگریز کی شرارت سے بھارت میں دو قومی نظریہ نے جنم لیا تھا لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ تقسیم ممالک دو قومی نظریے کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ مشہورِ عالم شعبدہ بازوں کی گہری سازش کا نتیجہ ہے۔ اور ان سیاسی مداریوں کا مفاد اسی میں ہے کہ دنیا بھر کی طاقتوں کو منتشر اور متفرق کر کے رکھا جائے تاکہ وہ ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے کے برسرِ پیکار رہیں اور ان گرگوں کی دوکانوں سے سامانِ حرب خریدتی رہیں!

فارم اصل آمد

کلیسائے انگلستان کی ناگفتہ بہ حالت

برطانیہ میں عیسائیت کی ناکامی کا عبرتناک منظر

کلیسائے انگلستان کے نامی گرامی پادری ڈاکٹر جان رابنسن نے جو وُولِچ کے بشپ ہیں گذشتہ سال ایک کتاب لکھی تھی جو مارچ ۱۹۶۳ء میں "Honest to God" کے نام سے پہلی بار شائع ہوئی۔ اس کتاب کا شائع ہونا تھا کہ برطانیہ بھر میں ایک تہلکہ سا مچ گیا۔ کتاب اس قدر مقبول ہوئی کہ ایک ماہ کے اندر اس کے چار ایڈیشن شائع ہوئے۔ اس میں ڈاکٹر جان رابنسن نے الوہیت مسیح، مسیح کی صلیبی موت" اور کفارہ وغیرہ کے مروجہ عیسائی عقائد کے بارہ میں لکھا تھا کہ یہ عقائد آجکل کے سائنسی دور میں ہرگز قابلِ قبول نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائیت اس زمانہ میں یکسر بے اثر ہو کر تسخیرِ قلوب کی اہلیت کھو چکی ہے۔ انہوں نے یہ بھی دعوےٰ کیا تھا کہ جب تک ہم پوری دیانتداری سے کام لے کر خدا کے متعلق مروجہ عیسائیت کے مضحکہ خیز تصور کو خیرباد نہیں کہیں گے اُس وقت تک عیسائیت کے یکسر نابود ہونے کا خطرہ دور نہیں ہوگا۔

ڈاکٹر جان رابنسن کو بشپ کے ممتاز کلیسائی عہدہ پر فائز ہونے کے باوجود خود مروجہ عیسائیت کی تردید میں ایسی بات لکھنے کی کیسے جرأت ہوئی اور ملک بھر میں خود ایک بشپ کے قلم سے عیسائیت کی اس تردید کو کیسے گوارا کر لیا گیا؟ دراصل اس قدر بیباکی سے عیسائیت کی تردید میں اُن کا قلم اُٹھانا ہی اس امر کا ثبوت تھا کہ خود برطانیہ میں جہاں کے پادریوں اور مشنریوں نے گذشتہ صدی کے دوران مشرقی ممالک میں عیسائیت کو فروغ دینے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی تھی) عیسائیت ناکام ہو چکی ہے اور اہلِ برطانیہ کا عیسائیت پر سے ایمان و اعتقاد اُٹھ چکا ہے۔ چنانچہ مشہور امریکی ہفت روزہ رسالہ "ٹائم" نے اپنی ۱۶ر اگست ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں برطانیہ کی مذہبی حالت پر ایک دلچسپ مضمون شائع کر کے اس کی تصدیق کر دی۔ یہ مضمون رسالہ مذکور کے مذہبی حصہ میں شائع ہوا اور اس کا عنوان تھا "گرجوں کی خالی نشستیں"۔ اس میں کلیسائے انگلستان کی ناگفتہ بہ حالت پر روشنی ڈال کر برطانیہ میں عیسائیت کی ناکامی کا عبرتناک منظر پیش کیا گیا ہے۔ ذیل میں ہم مضمون کے بعض ضروری اقتباسات کا مفہوم پیش کرتے ہیں۔ ان اقتباسات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آج کل کلیسائے انگلستان کیسے پُرمحن حالات میں سے گزر رہا ہے

مضمون کے آغاز میں اس امر پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ برطانیہ نے اپنے زمانہ عروج میں دنیا کے مختلف حصوں میں عیسائیت کی داغ بیل ڈالنے اور اسے پروان چڑھانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ لیکن آج خود برطانیہ میں عیسائیت کی جڑیں کھوکھلی ہو چکی ہیں حتیٰ کہ کلیسائے انگلستان آج ایک نازک اور مایوس کن صورتِ حال سے دوچار ہے۔ چنانچہ مضمون نگار رقمطراز ہے:-

"برطانوی سلطنت ایک بحرِ ذخار کی طرح کرۂ ارض پر ابھری جس کی موجیں صدیوں تک آگے ہی آگے بڑھتی اور پھیلتی رہیں لیکن مد و جزر کے اصول کے تحت جب یہ واپس لوٹیں آئیں تو دس بیس سال کے اندر اندر بڑی تیزی کے ساتھ پیچھے ہٹتی اور سمٹتی چلی گئیں۔ غیر علاقوں کے جس جس حصۂ زمین سے بھی یہ ٹھاٹھیں مارتی ہوئی ایک چرچ چھوڑ گئیں سلطنت بے شک ختم ہو گئی لیکن انگلش انداز کا چرچ ہر جگہ بدستور قائم رہا .... آج صورت یہ ہے کہ ان سب علاقوں میں انگلش چرچ پھل پھول رہا ہے لیکن برطانیہ میں اس کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے۔

آگے چل کر کلیسائے انگلستان کی بے بسی اور برطانیہ میں عیسائیت کی ناکامی کا نقشہ کھینچتے ہوئے مضمون نگار مزید رقمطراز ہے:-

"ڈیلی کے بشپ دی رائٹ ریورنڈ ایڈورڈ رالف وکہم کا کہنا ہے کہ "سوال یہ نہیں ہے کہ کلیسائے انگلستان کے قبضہ سے میدان نکل رہا ہے حقیقت یہ ہے کہ میدان پہلے ہی ہمارے قبضہ سے نکل چکا ہے" ——— کلیسائے انگلستان سے تعلق رکھنے والے باقاعدہ درج شدہ ممبروں کی تعداد ۲ کروڑ ۷۰ لاکھ ہے۔ ان میں سے صرف تیس لاکھ افراد ایسے ہیں جو گرجا میں جانے کے عادی ہیں اور وہ بھی ہر اتوار نہیں) بلکہ سال میں صرف ایک دفعہ۔ کیتھڈرل کے ڈین چند ایک خاموش زائرین کی موجودگی میں اپنی شاہانہ "سروس" کا اہتمام کرتے ہیں۔ "سروس" کے دوران معلوم یوں ہوتا ہے کہ سب کچھ خلا میں سرانجام پا رہا ہے۔

"ٹائم" نے ساؤتھ وارک کیتھڈرل میں ۱۸ر اگست ۱۹۶۳ء کو منعقدہ سروس کا فوٹو بھی شائع کیا ہے۔ تصویر میں خال خال گنتی کے چند خوش اعتقاد عیسائی کچھ مرد اور کچھ عورتیں اپنی نشستوں کے آگے کھڑے پادری کا وعظ سن رہے ہیں۔ باقی کیتھڈرل کا وسیع و عریض ڈھنڈار ہال اور اس کی لاتعداد خالی نشستیں اہلِ برطانیہ کی عیسائیت سے بیزاری اور کلیسائے انگلستان سے لاتعلقی پر مہرِ تصدیق ثبت کر رہی ہیں۔ "ٹائم" نے تصویر کے نیچے اشارہ کے رنگ میں حسبِ ذیل الفاظ درج کئے ہیں "مایوس کن دربدرمحن" ——— آگے چل کر کلیسائے انگلستان کی بے بسی کی طرف مزید اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"کلیسائے انگلستان کا اونچے طبقوں پر اثر نہ ہونے کے برابر ہے۔ اونچے طبقہ کے لوگ اگر (نسبتاً) بااخلاق ہیں تو اس لئے نہیں کہ کلیسا انہیں بااخلاق ہونے کی تعلیم دیتا ہے بلکہ اس لئے کہ ایک شریف آدمی کو ایسا ہی ہونا چاہیئے۔

مضمون نگار نے آگے چل کر لکھا ہے کہ برطانیہ کے لاٹ پادری (آرچ بشپ آف کنٹربری) ڈاکٹر رامزے اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ ملک میں ایسے لوگوں کی خاصی تعداد موجود ہے جن کے تعاون سے صورتِ حال پر قابو پایا جا سکتا ہے لیکن کلیسا کے دوسرے پادری اس بارہ میں اُن کے ہم خیال نہیں ہیں۔ ان پادریوں کے نزدیک حالات یکسر قابو سے باہر ہو چکے ہیں۔ اور اب اُن کے سُدھرنے کی اُمید نہیں ہے۔ اس لئے وہ بہت نرم رویہ اختیار کرنے کی طرف مائل ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

اس میدان کے بارہ میں لاٹ پادری کے برعکس انگلستان کے بہت سے پادریوں کا رویہ معذرت خواہانہ ہے تقریباً ہر ہفتہ لندن کے اخبارات کو کسی نہ کسی پادری کے ایسے الفاظ یا عنوانات کا مواد فراہم کر دیتے ہیں جو وہ عیسائیت کو زندگی کے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش میں کہہ گزرتا ہے۔ مثلاً کہ بیک جنسی اختلاط نیز زنا اور طلاق کو گوارا کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ایک ایونجلیکن بشپ نے حال ہی میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ ہمیں موجودہ حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے کم از کم اس عرصہ کے لئے جب تک کہ موجودہ نسل زندہ ہے "خدا" کا لفظ استعمال کرنا ہی ترک کر دینا چاہیئے۔ یہ نتیجہ ہے غالباً اسی صورتِ حال کا کہ شادی بیاہ اور تدفین کے مواقع کے سوا ہر اتوار کو لندن کے گرجے اتنے ہی خالی ہوتے ہیں جتنا کہ دیہات کے وہ ۸ ہزار گرجے جو ازمنۂ وسطیٰ سے (آثارِ قدیمہ کی شکل میں) غیر آباد چلے آ رہے ہیں۔

برطانیہ میں عیسائیت کی ناکامی کا یہ عبرتناک منظر اس حقیقت کو روزِ روشن کی طرح عیاں کر رہا ہے کہ اس صورتِ حال کی ذمہ داری الوہیت مسیح، مسیح کی صلیبی موت اور کفارہ وغیرہ کے باطل عقائد پر عائد ہوتی ہے۔ خلائی دور کا ترقی یافتہ ذہن بھلا ایسے توہمات کو کیسے قبول کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برطانیہ کا عوامی ذہن ان توہمات کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر کے نہ صرف ان سے بلکہ خود چرچ سے لاتعلقی کا اظہار کرنے پر آمادہ ہو گیا ہے۔ اور یہی وہ حالات ہیں جن سے متاثر ہو کر ڈاکٹر جان رابنسن ایسے نامور بشپ کو اپنی کتاب میں عیسائیت کے مروجہ عقائد پر بھرپور وار کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں ہوا اور عوام نے بھی برہمی کا اظہار کرنے کی بجائے اسے ہنسی خوشی گوارا کر لیا۔

اگر دیکھا جائے تو خود عیسائیت کے گڑھ برطانیہ میں عیسائیت کی یہ ناکامی ایک زبردست نشان کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ وہی برطانیۂ عظمیٰ ہے جہاں کے پادریوں نے آج سے ستر سال قبل برصغیر کو عیسائی بنا کر ساری دنیا کو عیسائیت کا حلقہ بگوش کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ اسی لندن خطہ میں دیہات سے گذشتہ سال بشپ رابنسن نے

عیسائیت کے مروجہ عقائد کے خلاف کتب شائع کی تھی اور اب جہاں کے لوگوں کی عیسائیت سے بیزاری اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے) ۱۸۹۴ء میں اینگلیکن کمیونین کے پادریوں کی بہت وسیع پیمانے پر ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ اس میں نہ صرف انگلستان کے بلکہ دنیا کے اُن تمام دور دراز ممالک کے نمائندہ پادری شریک ہوئے تھے جہاں کلیسائے انگلستان کے زیر انتظام عیسائیت کی تبلیغ ہو رہی تھی۔ ایس پی جی کالج ترچناپلی (مدراس) کے پرنسپل دی ریورنڈ رتھامس ہیتھ وے ڈاڈسن نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا:-

"وہ میدان جنگ جس پر تمام متمدن دنیا کے سامنے آخر کار عیسائیت کی فوقیت اور بالادستی کا فیصلہ ہونے والا ہے۔ ہندوستان کی سرزمین ہے۔ ہندوستان، ہندومت، بدھ مت، اور اسلام کے ایک مضبوط قلعہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہاں محض منطقی دلائل، توہمات اور بت پرستی کے جاہلانہ طریقوں سے ہی عیسائیت کا مقابلہ نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مسیح کی فوج کو جس طرح بیک وقت متعدد عمیق ترین فلسفوں کا ہندوستان میں مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے دنیا کے اور کسی حصہ میں نہیں کرنا پڑ رہا"

(آفیشل رپورٹ آف دی مشنری کانفرنس آف انگلیکن کمیونین ۱۸۹۴ء صفحہ ۳۹۲)

انہوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ ساتھ ہی یہ پیشگوئی بھی کر ڈالی کہ بالآخر عیسائیت برصغیر پر غالب آکر رہے گی اور اس طرح ساری متمدن دنیا کے سامنے عیسائیت کی فوقیت اور بالادستی ثابت ہوئے بغیر نہ رہے گی۔ چنانچہ انہوں نے مدراس کے گورنر سر چارلس ٹریویلین کے الفاظ دہراتے ہوئے اعلان کیا:-

"بہت سے لوگ ہندوستان کے عیسائیت کی آغوش میں آنے کے طریق کار کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہندوستان کے عیسائیت کے آغوش میں آنے کا واقعہ آخری مرحلہ میں بہت وسیع پیمانہ پر ظہور میں آئے گا۔ بالکل اسی طرح جس طرح ہمارے آباؤ اجداد نے عیسائیت قبول کی تھی۔ عیسائیت کی تعلیم مختلف طریقوں اور ذرائع سے ملک میں سرایت کرے گی مثلاً براہ راست مشنری تعلیم و تدریس کے ذریعہ، یورپی لوگوں کے ساتھ تبادلہ خیالات کے ذریعہ، الغرض ہر اس ممکن طریقہ سے جس کے ذریعہ کوئی بھی علم پھیلتا اور دوسروں تک پہنچتا ہے۔ عیسائیت اندر ہی اندر اپنے لئے جگہ بناتی چلی جائے گی جب آخر کار معاشرہ میں مسیحی علم اچھی طرح رچ جائے گا اور رائے عامہ حتمی طور پر اس کے حق میں ہو جائے گی تو ہندوستان کے رہنے والے ہزار ہا ہزار کی تعداد میں عیسائیت قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔"

(آفیشل رپورٹ آف دی مشنری کانفرنس ۱۸۹۴ء صفحہ ۳۸۶)

[illegible] انقلاب ہے کہ آج سے ستر سال قبل برصغیر کو عیسائیت کا حلقہ بگوش بنا کر ساری متمدن دنیا پر عیسائیت کی فوقیت اور بالادستی ثابت کرنے والے برطانوی پادریوں کے اپنے ملک میں آج عیسائیت کی جڑیں کھوکھلی ہو چکی ہیں۔ برصغیر کو عیسائیت کی آغوش میں لانا تو کجا آج انہیں خود اپنے وطن میں عیسائیت کو سنبھالا دینا مشکل نظر آرہا ہے۔ لوگ دن بدن عیسائیت سے بیزار ہو کر الوہیت مسیح، مسیح کی صلیبی موت اور کفارہ کے عقیدہ کو خیر باد کہتے چلے جا رہے ہیں۔ وہاں کے گرجا گھر غیر آباد اور عیسائیت کا اعتقادی سرمایہ روز بروز برباد ہو رہا ہے۔

کیا یہ صورت حال حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک ناقابل تردید ثبوت فراہم نہیں کر رہی؟ آپ نے آج سے ستر سال قبل اسی برصغیر کی سرزمین سے جسے برطانیہ کے پادری اور مشنری عیسائی بنانے کے خواب دیکھ کر ہوائی قلعے تعمیر کر رہے تھے۔ ایک دنیا کو مخاطب کر کے اس خدائی بشارت کا اعلان کیا تھا کہ عیسائیت اب دن بدن زوال پذیر ہوتی چلی جائے گی۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر کے رکھ دے گا آپ نے جس آسمانی بشارت کا اعلان فرمایا تھا۔ وہ خود آپ ہی کے الفاظ میں یہ ہے:-

"میں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے۔ میرا دل مردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے ...... میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا آقا قادر و توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے، غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے۔ مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا۔ خدا قادر فرماتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو مریم اور اس کے بیٹے عیسیٰ اور تمام زمین کے باشندوں کو ہلاک کر دوں۔ سو اب اس نے چاہا ہے کہ ان دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو موت کا مزہ چکھا دے۔ سو اب دونوں مریں گے کوئی ان کو بچا نہیں سکتا۔ اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں جو سچائی کا آفتاب مغرب سے چڑھے گا۔ اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔ اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہو گا کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کند ہو گا۔ جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید، جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں۔ ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا۔ لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔"

(اشتہار ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء)

آج خود برطانیہ میں عیسائیت جس حالت کو پہنچ چکی ہے اس کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ مریم اور اس کے بیٹے عیسیٰ کی معبودانہ زندگی پر موت نہیں آئی؟ کون کہہ سکتا ہے کہ خدا کے ایک ہی ہاتھ نے کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر کے نہیں رکھ دیا؟ کہاں ہے کلیسائے انگلستان کا وہ مصنوعی خدا اور اس کا مصنوعی کفارہ؟ جب خود کلیسائے انگلستان کے نامی گرامی پادری برطانیہ میں عیسائیت کی ناکامی کا رونا رو رہے ہیں تو پھر کسی اور کو کب یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اس کی تردید کرے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی پیشگوئی کے بموجب اللہ تعالیٰ کی آسمانی تدبیر کے بروئے کار آنے سے نہ صرف برطانیہ سے بلکہ یورپ، ایشیا، اور افریقہ کے ہر ملک اور ہر علاقہ سے عیسائیت کی صف لپیٹی جا رہی ہے۔ اور ہر جگہ ہی غلبۂ اسلام کی راہ ہموار ہو رہی ہے۔ وہ وقت یقیناً اب قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام، اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کند ہوگا۔ جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ پھر روئے زمین پر ایک ہی مذہب ہوگا یعنی اسلام اور ایک ہی پیشوا ہوگا یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ ذالک تقدیر العزیز العلیم۔

درخواست دعا

میرے نسبتی برادر مکرم حکیم عبدالصمد صاحب [illegible] ابراہیم رود شفاخانہ یونانی چار مینار حیدرآباد دکن کو عرصہ چھ ماہ سے گلے میں خراش اور کھانسی کی تکلیف ہے۔ اور ایک ماہ سے لگاتار سر میں درد کا عارضہ ہے نیز ذیابیطس کی بھی شکایت ہے۔ دائیں آنکھ میں موتیا اور بائیں میں پردہ آرہا ہے۔ ذیابیطس کے سبب اپریشن بھی کروا نہیں سکتے۔ احباب جماعت صاحب موصوف کی کامل صحت و تندرستی اور درازی عمر کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار نورالدین الہ دین ابراہیم
از حیدرآباد دکن

ولادتیں

۱۔ مکرم چوہدری غلام ربانی صاحب انچارج احمدیہ شفاخانہ قادیان کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۶ مئی کو سات لڑکیوں اور ۲۲ سال بعد دوسرا لڑکا عطا فرمایا۔ عزیز نومولود کا نام ہمایوں کبیر تجویز کیا گیا ہے

۲۔ مکرم سید بشیر الدین صاحب فاضل آف سونگڑہ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم بھدرک کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۴-۵-۶۴ کو پہلا لڑکا عطا فرمایا۔

۳۔ مکرم مولوی عبدالقادر صاحب فاضل دہلوی درویش قادیان کے ہاں مورخہ ۲۸-۵-۶۴ کو دو توام لڑکیاں تولد ہوئیں۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولودین کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

(ادارہ)

"کیا انسان زمین کو چھوڑ کر اجرامِ فلکی پر جا سکتا ہے"؟

آیتِ قرآنی فیہا تحیون وفیہا تموتون پر ایک سوال اور اس کا جواب

از مکرم شیخ عبد القادر صاحب حال سٹریٹ اسلامیہ پارک لاہور

آج کل کئی لوگ یہ سوال پوچھتے ہیں کہ انسان کے چاند پر پہونچنے کے امکانات دن بدن روشن ہو رہے ہیں اور قرآن مجید بھی سورۂ رحمٰن میں زمین کے قریبی سیاروں تک پہونچنے کے امکان کو تسلیم کرتا ہے تو اس صورت میں قرآن مجید کی آیت

فیہا تحیون وفیہا تموتون
ومنہا تخرجون

کی کیا تشریح ہوگی۔

اس اعتراض کا حقیقی جواب تو یہ ہے کہ قرآن کریم کی رو سے مجرد جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر جانا ممتنع ہے۔ کیونکہ فرمایا کہ

"اس زمین میں تم نے زندگی بسر کرنا ہے اور اسی میں تم مرو گے اور اسی میں سے تم نکلو گے"۔

لیکن ایسے طریق پر آسمانی بلندیوں میں پرواز جس کے ذریعہ جسم انسانی کے سارے زمینی لوازمات اس کے گرد جمع کر دیئے گئے ہوں قرآن کریم کی رو سے ممتنع نہیں بلکہ قرآن حکیم میں انسان کی اس قسم کی بلند پروازیوں کی خبر دی گئی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں انسان گویا زمینی فضا کے اندر ہی بند رہتا ہے

سورۂ رحمٰن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا جب مشرق و مغرب کو دو سمندروں کے ذریعہ ملا دیا جائے گا۔ سمندروں کے سینہ پر پہاڑوں جیسے جہاز رواں دواں ہوں گے۔ ان ترقیات کے زمانہ میں دنیا دو متحارب بلاکوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ پھر فرمایا کہ یہ دونوں بلاک سر توڑ کوشش کریں گے کہ ہم آسمان کی انتہائی بلندیوں سے باہر نکل جائیں اور زمین کے اقطار کو پھاند جائیں وہ اس کوشش میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ ہاں قانونِ قدرت پر غلبہ کی حد تک کسی قدر کامیابی ہوگی (لا تنفذون الا بسلطان) پھر فرمایا اس کے بعد یہ قومیں ایک آتشیں عذاب کا شکار ہو جائیں گی۔ آسمان سے آگ اور گیسیں برسائی جائیں گی اور اس عذاب سے انہیں چھڑانے والا کوئی نہیں ہوگا۔

اسی طرح سورہ جن میں خبر دی گئی کہ ان قوموں کا ایک حصہ قرآن سننے کے بعد اس پر ایمان لے آئے گا۔ حالت کفر میں وہ خدا تعالیٰ کے لئے بیوی اور بیٹا تجویز کرتے اور ان آسمانوں میں شیطانوں کے ... سے

یہ لوگ جو کہ دنیا پر غلبہ و استیلا اور غیر معمولی اور حیرت انگیز کاموں کی وجہ سے جن کہلاتے آسمان کو چھونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ انہوں نے آسمان کو سخت شدید پہرہ اور شہب سے بھرا ہوا پایا یعنی خدا کے حفاظتی سامانوں اور شعلوں سے معمور۔

مصنوعی سیٹلائیٹی سیاروں کے ذریعہ کائناتی شعاعوں پر جو کام ہو رہا ہے۔ اس سے ہم قرآنی انکشاف کے کچھ کچھ قریب تو پہنچ گئے ہیں۔ ہر قسم کی ایجادات کے باوجود خلا میں سفر کے مسائل بہت ہی زبردست ہیں۔ سب سے بڑا خطرہ کائناتی اشعاع کا ہے۔ دو ارب الیکٹرون وولٹ فی ذرہ کے حساب سے برقی ذرات کے طوفان خلا میں برپا رہتے ہیں۔ ان میں اگر پھنس گئے تو ہمارے راکٹ کے ایٹم ٹوٹ کر سیکنڈ میں بکھر جائیں گے۔

پھر فرمایا کہ انہوں نے فضا میں ایسے مقاعد للسمع یعنی خلائی مرکز بنا رکھے ہیں۔ جن کے ذریعہ وہ آسمانی آوازوں کو سننے کے لئے کوشاں تھے۔ موجودہ سائنس کی زبان میں آسمانی آواز سننے والے سٹیشنوں کو ریڈیو ٹیلیسکوپ

Radio Telescope

یعنی سماعِ فلکی کہتے ہیں۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ سائنس کی مدد سے انسان آسمان کو چھو سکتا ہے۔ لیکن وہ اس کے انتہائی بلند مقامات تک جانے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ ہاں مطلق جسم خاکی کے ساتھ آسمانی بلندیوں میں پرواز ہر صورت امر محال ہے۔ جب تک خلا نورد کو آلاتِ سائنس۔ مزدوریاتِ زندگی کے سامان۔ خلائی لباس اور زمینی ماحول بہم نہ پہنچایا جائے۔ وہ اس بلند پروازی پر قادر نہیں ہو سکتا۔ پھر باوجود ہر قسم کے سامانوں کے بھی انسان اس نظام عالم کے کناروں سے باہر نہیں نکل سکتا۔ کیونکہ انسان کا مقام جہانِ اکبر میں جہانِ اصغر کا سا ہے۔ وہ اس امر پر قادر نہیں کہ اپنے منزل یعنی جہان کو چھوڑ کر کسی دوسرے عالم میں چلا جائے۔ جبکہ اس کائنات میں عالم در عالم لاکھوں نظام موجود ہیں۔

روسی خلا باز جب اندو ... میں پہنچا تو خرد شچیف کی طرح وہاں ای سے یہ بڑا ہانک دی کہ مجھے آسمان کی پہنائیوں میں کہیں خدا نظر نہیں آیا۔ انڈونیشیا کے ایک نامہ نگار نے برجستہ جواب دیا کہ جناب ذرا اپنی کیبن سے باہر نکلتے تو خدا نظر آ جاتا۔

بات دراصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ حفاظتی سامانوں کو اپنے ارد گرد جمع کر کے اور اپنے جسم کے ساتھ چمٹا کر اگر کوئی انسان اسی کی پیدا کردہ کائنات میں اور پھر اس کی کائنات کے بچے کے برابر گوشہ میں کوئی چھلانگ لگائے تو یہ احمقانہ بات ہو گی کہ یہ سب کچھ انسان نے کیا ہے اور اس میں خدا تعالیٰ کا دخل نہیں (مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ دجال آسمان و زمین کی پہنائیوں میں اچھل رہا ہوگا) انسان خدا تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے۔ جن حفاظتی سامانوں سے اس نے کام لیا وہ اس کے بنائے قانون قدرت کی وجہ سے پیدا ہوئے۔ اگر وہ یہ کہے کہ مجھے خدا نظر نہیں آیا۔ تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ اس سے خدا تعالیٰ کے عطا کردہ سامانوں کا کچھ حصہ چھین لیا جائے۔ اور پھر پوچھا جائے کہ کہیئے اب کیا حال ہے؟

جب کوئی خلا باز اپنی کیبن میں بیٹھ کر جس میں زمینی ماحول مہیا کیا گیا ہے۔ آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے تو کون احمق یہ کہے گا کہ وہ زمین سے آزاد ہو گیا۔ وہ دراصل زمین کے ایک ٹکڑا میں بیٹھا ہوا اوپر اٹھا۔ اور پھر اسی زمینی ٹکڑا میں بیٹھا ہوا واپس آ گیا۔ زمانہ وہ زمین سے نکلا ہی کب تھا کہ مذکورہ اعتراض وارد ہوتا۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجیئے کہ خلانورد آسمانی پہنائیوں میں جہاں بھی جاتا ہے زمین اس کے ساتھ جاتی ہے۔ زمینی فضا میں وہ سانس لیتا ہے زمینی دباؤ میں اس کا جسم دبا ہوا ہے۔ اس فضا میں اس کے لئے کوئی خوراک مہیا ہوتی ہے جو کہ زمین کی پیداوار ہے زمین کا پانی پیتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں وہ زمین ہی کا ہو رہا۔

اگر کسی خلا باز کو ایسا لباس پہنایا جاتا ہے جو کہ زمینی لوازمات پر مشتمل ہے اور اسی لباس میں جب کبھی وہ چاند کی سیر کرے تو ظاہر ہے کہ وہ زمین کے اندر ہی بند ہے گو وہ اس لباس میں مر بھی جاتا ہے تو گویا وہ زمین میں ہی مرے گا۔ لہٰذا ــــ مذکورہ اعتراض وارد نہیں ہوگا۔ پھر یہ امر بھی مدنظر رہے کہ چاند زمین ہی کا ایک حصہ ہے۔ وہ اسی زمین کا ساتھی ہے اور اسی کی کشش سے اس کے گرد گھومتا رہتا ہے۔

الغرض قرآن حکیم نے صاف بتا دیا ہے کہ آسمان کو چھونے میں لوگ کامیاب ہو جائیں گے ہاں اس کی انتہائی بلندیوں پر انسان نہیں جا سکے گا۔ کیونکہ ہم گے ایسی ہلاکت انگیز صورتیں درپیش ہیں جن کا وہ تدارک نہیں کر سکتا۔ مثلاً کائناتی شعاعیں ہی لے لیجئے جن کی توانائی چار ربع سنکھ الیکٹرون وولٹ تک آلاتِ سائنس کے ذریعہ محسوس کی گئی ہے۔

اس ساری بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ مطلق جسم خاکی کے ساتھ کوئی شخص فلکِ اول کو بھی نہیں چھو سکتا چہ جائیکہ فلکِ چہارم پر جا بیٹھے یہ امر قانونِ قدرت کے خلاف ہے ہاں یہ امر قانونِ قدرت کے خلاف نہیں کہ وہ اپنے ارد گرد قوانین فطرت کے بہم کردہ حفاظتی سامانوں کو جمع کر کے زمینی ماحول میں بیٹھ کر آسمان کو چھو لے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازالہ اوہام میں فیہا تحیون وفیہا تموتون کے سیاق عبارت سے بھی استدلال کیا ہے کہ انسان جسم خاکی سے آسمان پر نہیں جا سکتا ہاں سائنسی مدد سے وہ آسمانی بلندیوں پر جا کر وہاں سے واپس بھی آ سکتا ہے فرمایا:

"آدم زاد کا جسم خاکی کے ساتھ آسمان سے اترنا اب تک کسی نے مشاہدہ نہیں کیا پس وہ امر جو اصول نظامِ عالم کے برخلاف اور قانونِ قدرت کے مبائن و مخالف اور تجارب موجودہ و مشہودہ کا صند پڑا ہے اس کے ماننے کے لئے صرف ضعیف اور متناقض اور رکیک روایتوں سے کام نہیں چل سکتا۔ سو یہ امید مت رکھو کہ سچ مچ درحقیقت تم دنیا کو حضرت مسیح ابن مریم آسمان سے فرشتوں کے ساتھ اترتے دکھائی دیں گے اگر اس خیال سے اس پیشگوئی پر ایمان لانا ہے کہ پہلے حقیقت معلوم ہو اتر چکے ایسا نہ ہو کہ کسی غبار و ریلوں پر چڑھنے والے اور پھر تمہارے سامنے اترنے والے شخص دھوکہ میں آ جاؤ۔ سو ہوشیار رہو آئندہ اپنے اس بیجا خیال کی وجہ سے کسی اترنے والے کو ابن مریم نہ سمجھ بیٹھنا"۔

(صفحہ ۲۸۳ - ۲۸۲)

(الفضل ۱۷ مئی ۱۹۶۱ء)

صدقات کے متعلق سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا ایک خاص پیغام

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک پیغام میں جماعت کے دستوں کو صدقات کی خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ اور رد بلا اور جماعتی مشکلات کے ازالہ کے لیے صدقات کو سب سے بڑا ذریعہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ پر توکل سب سے اہم چیز ہے۔ جو کچھ خدا کر سکتا ہے۔ بندہ نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہو کہ وہ ایسا رستہ کھول جس سے آپ کی اور جماعت کی مشکلیں دور ہوں اس میں سب طاقتیں ہیں۔ جہاں بندہ کی عقل نہیں پہنچتی۔ اس کا علم پہنچتا ہے۔ خواہ ایک ٹکڑا ہو۔ صدقہ بہت دیا کرو۔ کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ جہاں دعائیں نہیں پہنچتیں۔ صدقہ بلاؤں کو رد کر دیتا ہے۔ صدقہ کا لفظ بھی بتاتا ہے کہ تعلق باللہ سچا ہے۔ پس تعلق باللہ کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ جو کام آپ نہیں کر سکتے وہ خدا کر دے"

حضور ایدہ اللہ کا مندرجہ بالا ارشاد جماعت کی موجودہ مشکلات اور ترقی کے راستہ میں روکاوٹوں کے پیش نظر ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اور جماعت کے ہر مخلص دوست کا فرض ہے کہ وہ اس کی اہمیت کا پوری طرح احساس کرتے ہوئے کثرت سے صدقات دینا شروع کرے۔ اس کے لیے کسی خاص مقدار میں مال کی شرط نہیں۔ بلکہ ہر شخص اپنی استطاعت اور حالات کے مطابق کچھ نہ کچھ صدقہ نکال سکتا ہے۔ لہذا جماعت کے ہر فرد کو چاہیئے کہ وہ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں ایسا کرے گا۔ وہ یقیناً خدا تعالیٰ سے دوسرے اجر کا مستحق ہوگا۔ ایک صدقہ دینے کا اور دوسرے خلیفۂ وقت کے ارشاد کی تعمیل کا دوست یہ بھی یاد رکھیں کہ صدقہ کی جملہ رقوم قادیان بھجوائی جانی چاہئیں۔ تاکہ مرکزی نظام کے ماتحت مستحقین پر خرچ کی جا سکیں۔

امید ہے کہ جملہ امراء صدر صاحبان، عہدیداران مال اور مبلغین کرام اپنی اپنی جماعتوں میں حضور کا یہ خاص پیغام دوستوں کو بار بار سنا کر صدقہ کی تحریک میں باقاعدگی کا انتظام کریں گے۔ اور نئے شروع ہونے والے مالی سال میں جماعت کی غیر معمولی ترقیات کے لیے خاص طور پر صدقات اور مسلسل دعاؤں پر زور دیا جائے گا"

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر لبیک کہنے کی عملی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار
ناظر بیت المال قادیان

ملک عمر علی صاحب مرحوم ۔۔۔ ایک نادیدہ محسن

از مکرم چودھری فیض احمد صاحب گجراتی

ملک صاحب موصوف کی اچانک وفات کی خبر جب الفضل میں شائع ہوئی تو دل کو ایک دھچکا لگا۔ اور بعض درویشوں پر ان کا وہ احسان جسے شاید ملک صاحب بھی نہیں جانتے تھے۔ لاشعور سے ابھر کر سامنے آگیا ہے۔ یہ احسان فراموشی ہوتی اگر میں اس احسان کا ذکر نہ کرتا۔

تقسیم ملک کے بعد جب ہم درویشوں کو مختلف قسم کے تفکرات کا ہجوم گھیرے رہتا تھا اور مصروفیات کم ہونے کے باعث وہ تفکرات ذہن و دماغ پر ہمہ اوقات مستولی رہتے تھے اور زیادہ حساس طبائع کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ دفع الوقتی کے لئے بھی اور ایسے خیالات کا رُخ موڑنے کے لئے بھی کوئی مصروفیت؛ ختیہ نہ کریں تو طبعًا اور ضرورتاً ہمیں تلاش مصروفیت رہتی تھی۔ اس چھوٹے سے بند ماحول میں تھوڑا سا دفاتر عمل کا کام کرنے کے بعد جب خیالات میں انتشار پیدا ہو جاتا تھا۔ اور حال و مستقبل کے تصورات میں ایک جنگ سی ہونے لگتی تھی تو مطالعہ یا اضافۂ علم کی غرض سے ہم درویش اپنے آپ کو کتابوں میں گم کر دینے میں ہی عافیت سمجھتے تھے۔

لیکن جو لوگ مطالعہ کے عادی ہیں وہ جانتے ہیں کہ ایک ہی قسم کے مطالعہ سے طبیعت میں اکتاہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جی چاہتا ہے کہ اس میں تنوع پیدا کیا جائے اور موضوع بدلا جائے۔ ہماری مرکزی لائبریری میں بے شمار کتابیں تھیں لیکن اس زمانہ میں لائبریری غیر مرتب تھی۔ اور موضوع وار یا نام وار فہرست نہ ہونے کے باعث شوق مطالعہ تشنہ رہ جاتا تھا۔

انہی ایام میں مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے درویش بھائی چودھری محمد طفیل صاحب کی تحویل میں ملک عمر علی صاحب کی کوئی لائبریری ہے جس میں کئی علوم کے متعلق کتابیں موجود ہیں۔ چنانچہ میں نے چودھری صاحب سے رجوع کیا اور انہوں نے مجھے اجازت دیدی کہ میں حسب ضرورت ہر ہفتے دو چار کتابیں لے لیا کروں اور انہیں واپس پہنچا کر دوسری کتابیں لے آیا کروں۔ میری رفتارِ مطالعہ چونکہ کافی تیز ہے۔ اس لیے میں نے اس لائبریری سے خوب فائدہ اٹھایا۔ رفتہ رفتہ ہمارے بہت سے درویش بھائیوں کو اس لائبریری کا علم ہوگیا۔ اور انہوں نے بھی اس سے فائدہ اٹھانا شروع کر دیا۔ اور مجھے علم ہے کہ ہمارے بہت سے درویشوں نے حسب استعداد اس خزینۂ علمی سے استفادہ کیا۔

میرے لیے جو بات حیرت و استعجاب کا باعث ہوئی وہ یہ تھی کہ ایک رئیس کی ذاتی لائبریری میں دینی، علمی، ادبی، تاریخی اور فلسفہ وغیرہ مختلف موضوعات کی کتابیں موجود تھیں۔ اور اتنی ڈھیر سی تھیں کہ تعجب ہوتا تھا کہ ایک رئیس علم و ادب کا کتنا ستھرا مذاق رکھتا ہے۔

بہرحال خاکسار راقم نے اس خزینۂ علمی سے اپنے ظرف کے مطابق بہت فائدہ اٹھایا اور اسی طرح میرے بعض دوسرے درویش بھائیوں نے بھی۔ میں دوسروں کے متعلق تو کوئی اندازہ نہیں رکھتا اپنے متعلق یہ حتمی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ میں نے تقریباً ایک ہزار کتاب مرحوم کی اس لائبریری میں سے پڑھی تھی۔

مرحوم کو میں نے دیکھا نہیں۔ اور اگر تقسیم سے قبل قادیان میں دیکھا بھی ہو تو مجھے ان کے خدوخال یاد نہیں۔ سوئے اتفاق کہ وہ جب تقسیم سے قبل قادیان تشریف لائے تو میں قادیان میں موجود نہ تھا لیکن میں اپنے اس نادیدہ محسن کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اور یہ فرض اس طرح ادا کر رہا ہوں کہ مرحوم کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام بخشے۔

نصرت الٰہی حاصل کرنے کے دو اہم ذرائع

(بقیہ صفحہ ۲)

کرتے ہیں اور اس میں ذرا سی غلطی ہونے سے بھی ان کا دل دھڑکنے لگ جاتا ہے۔ اور وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں کام خراب نہ ہو جائے۔ مگر خدا تعالیٰ سے بغیر کوئی فارم پُر کرنے کے اور بغیر کسی شرط کے پورا کرنے کے یہ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ حضور اپنے

ملائکہ کی فوج

بھیجکر ہماری مدد کیجئے۔ حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ یہاں بھی ایک فارم کی ضرورت ہے جب تک وہ فارم پُر کر کے اُس پر مہر ہو۔ دستخط نہ کئے جائیں اس وقت تک خدا تعالیٰ کی نصرت شامل حال نہیں ہو سکتی۔ اور وہ صبر اور صلوٰۃ کا فارم ہے۔ جب تک صبر اور صلوٰۃ کے فارم پر دستخط نہ کرو گے۔ تب تک خدا تعالیٰ کی مدد تمہیں حاصل نہیں ہو سکے گی۔ (تفسیر سورہ بقرہ)

(رسالہ انصار اللہ مورخہ مئی ۱۹۶۴ء)

پنجاب کا ایک اور تیرتھ

—— (از مکرم مسعود احمد صاحب انیس شاہجہانپوری۔ قادیان) ——

ذیل کا معلوماتی مضمون ماہنامہ "پاسبان" چنڈی گڑھ کے مضامین سے متاثر ہو کر لکھا گیا۔ جو امید ہے کہ قارئین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا —— (ادارہ)

ماہ ستمبر، اکتوبر ۱۹۵۹ء کے ماہنامہ "پاسبان" میں سرورق کے اندرونی صفحات پر "پنجاب کے قدیم و جدید تیرتھ" کے عنوان سے دربار صاحب امرتسر، روضہ شریف سرہند، گورو کشیتر کا تاریخی درخت۔ اور "جدید تیرتھ بھاکڑا" کے فوٹو دیئے ہیں۔ اور ماہ جنوری ۱۹۶۱ء کے "پاسبان" جمہوریہ نمبر میں جناب روشن لال ورما نے ایک مضمون "پنجاب میں سیر و سیاحت کی ترقی" رقم فرمایا ہے۔ جس میں اس امر کا بھی ذکر ہے۔ کہ "پنجاب میں سیاحوں کے دیکھنے کے لئے بہت سے تاریخی، مذہبی اور آثار قدیمہ سے متعلق مقامات ہیں"۔ اور "زیارت کے مراکز" میں لکھا ہے۔ کہ "بھاکڑا ننگل پراجیکٹ کا کثیر المقاصد منصوبہ زیارت کے لئے ایک جدید تیرتھ بن گیا ہے۔ امرتسر کا دربار صاحب ہندوستان میں سکھ مذہب کا متبرک مقام ہے"۔ "زیارت کے دیگر اہم مراکز میں آنند پور صاحب، فتح گڑھ صاحب، سرہند، جلیانوالہ باغ وغیرہ بہت مشہور مقامات ہیں۔ ان کے علاوہ بھی مقامات کی ایک فہرست دی ہے۔

اسی طرح ماہ ستمبر ۱۹۶۱ء کے "پاسبان" سیر و سیاحت نمبر میں شری منساراج شرما سابق چیف پارلیمنٹری سیکرٹری حکومت پنجاب نے ایک مضمون "پنجاب میں سیر و سیاحت کا مستقبل" تحریر فرمایا ہے۔ اور لکھا ہے کہ "مذہبی اور تمدنی لحاظ سے پنجاب ایک ایسا گہوارہ تھا۔ جہاں ہندو اور اسلامی تمدنوں میں ربط اور ہم آہنگی سے ہندوستان کے لئے ایک نیا فلسفہ خیال یعنی صوفی مت پیدا ہوا"۔ "امرتسر کا دربار صاحب، آنند پور صاحب اور سرہند کا روضہ شریف سیاحوں کی بے حد کشش کا باعث ہیں"۔ اور پرچہ میں شری روشن لعل ورما ڈائریکٹر محکمہ تعلقات عامہ و سیر و سیاحت حکومت پنجاب نے اک اور مضمون "ٹورازم کی ترقی کے لئے پہلو" لکھتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ "پنجاب میں سیلانیوں کی دلچسپی کے لئے بہت سے مذہبی اور قدیم عمارات کے علاوہ کلو اور کانگڑہ کی سرسبز وادیاں، شملہ، ڈلہوزی، دھرم سالہ، چائل اور کسولی جیسے کوہی مقامات کوروکشیتر، جلیانوالہ باغ امرتسر، آنند پور صاحب، فتح گڑھ صاحب، سرہند، مسرور وغیرہ ایسی زیارت گاہیں اور روپڑ، بھاکڑا، پنجور، بٹھنڈہ، نارنول، سنجان پور، ٹھیرہ ایسے تاریخی اہمیت رکھنے والے مقامات موجود ہیں۔ یہی نہیں بلکہ چنڈی گڑھ اور بھاکڑا پراجیکٹ تو آج دنیا کے نئے دور کے تیرتھ بن چکے ہیں۔ جن کو دیکھنے کے لئے سیاح دنیا کے تمام ممالک سے بڑے اشتیاق سے آتے ہیں"۔ اور اس کا پرچہ میں اندرونی صفحات پر روضہ شریف سرہند، "دربار صاحب امرتسر"، "گوردوارہ ننکانہ" اور کوروکشیتر کا تالاب"، کے "پنجاب کے قابل دید تواریخی مقامات" کے عنوان سے فوٹو دیئے ہیں۔ ان میں "قادیان" کا نام نہ دیکھ کر مجھے یہ لکھنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ قادیان بھی زیارت کا ایک مرکز ہے۔ اور تفصیل اس اجمال کی مختصر طور پر یہ ہے کہ کتاب حجج الکرامہ مصنفہ نواب صدیق حسن خانصاحب بھوپالی میں چودہ صدیوں کے مجددین کی فہرست ہے۔ جس میں یہ درج ہے کہ گیارھویں صدی ہجری میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہا اور چودھویں صدی ہجری میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔

مندرجہ بالا مضمون میں "سرہند" کا ذکر ہے۔ مگر "قادیان" کا کوئی ذکر نہیں ہے حالانکہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب کے جغرافیوں میں بھی مشہور شہر کے عنوان سے لکھا ہے کہ "قادیان۔ بٹالہ سے مشرق کی جانب گیارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ریلوے اسٹیشن ہے۔ پکی سڑک بن جانے سے آمد و رفت میں سہولت ہو گئی ہے۔ یہ جگہ مسلمان احمدیہ جماعت کے بانی مرزا غلام احمد صاحب کا پوتر اور زیارتی مقام ہونے کی وجہ سے مشہور ہے۔ شہر کے درمیان میں ایک بڑی مسجد ہے جس میں ایک مینارہ ہے۔ جسے منارۃ المسیح کہتے ہیں۔ جو سفید اور بہت اونچا ہے۔ مینار اور بہشتی مقبرہ دیکھنے کے لائق ہیں۔ یہاں ہر سال اس جماعت کا ایک بہت بڑا جلسہ ہوتا ہے جس میں بڑی دور دور سے احمدی لوگ آکر شریک ہوتے ہیں۔ جلسہ کے دنوں میں بڑی چہل پہل رہتی ہے ایک پبلک لائبریری ہے جس میں مختلف زبانوں کی کتابیں ہیں۔ یہاں موجود ہیں ایف۔ ایس۔ سی کالج (رفی) آئی کالج، دو ہائی سکول۔ ایک سرکاری پرائمری سکول دوسرا زنانہ سکول ہے۔ ایک تعلیم الاسلام مڈل سکول۔ ایک تعلیم الاسلام گرلز سکول اور ایک مدرسہ احمدیہ ہیں۔ جن میں زیادہ تر عربی زبان پر زور دیا جاتا ہے۔ مشہور ریلوے لائن اور مشہور سٹیشن۔ امرتسر سے قادیان ریلوے لائن کے سٹیشن۔ امرتسر۔ ویرکا۔ کتھو ننگل۔ جینتی پورہ۔ بٹالہ۔ وڈالہ گرنتھیاں اور قادیان ہیں۔ بٹالہ سے قادیان ریلوے لائن ۱۹۲۸ء میں بنائی گئی تھی"۔

اسی طرح "سیر قادیان" کے نام سے رجن سنگھ صاحب ایڈیٹر اخبار "رنگین" و مالک مطبع سردار پریس ہال بازار نے ایک کتاب شائع کی ہے۔

قادیان حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی بعثت کے وقت ایک الگ تھلگ پڑی ہوئی گمنام بستی تھی۔ جس کو اپنے علاقہ میں بھی کوئی اہمیت حاصل نہ تھی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے جب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا۔ تو بہت سے اور نشانات کے ساتھ آپ کو یہ وعدہ بھی دیا کہ قادیان میں لوگ دور دور سے اور گہرے رستوں سے چل کر آئیں گے۔ اور یہ بستی دن بدن شہرت اور عزت حاصل کرتی جائے گی۔

چنانچہ اس خدائی وعدہ کے مطابق قادیان میں دور و نزدیک سے کثرت کے ساتھ لوگ آنے شروع ہوئے اور قادیان کی شہرت اور ترقی روز افزوں ہوتی گئی۔ خود حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام نے اس کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے ؎

اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیر غار
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا
خدا کا ہم پہ بس لطف و کرم ہے
وہ نعمت کون سی باقی جو کم ہے
زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے
ظہور عون و نصرت دمبدم ہے
حسد سے دشمنوں کی پشت خم ہے
سنو اب وقت توحید اتم ہے
ستم اب مائل ملک عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اٹھا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تقسیم ملک سے پہلے تک قادیان ایک بہت بارونق اور مشہور شہر بن گیا تھا جس میں سے زمانے کی اکثر سہولتیں مہیا تھیں۔ اور عوام و خواص کثرت کے ساتھ اس کی زیارت کرنے اور حضرت امام جماعت احمدیہ اور سلسلہ کے دوسرے بزرگوں سے روحانی اور علمی فوائد حاصل کرنے کے لئے آتے رہتے تھے۔

۱۹۴۷ء کے خونی انقلاب سے جہاں اور بہت سی تباہیاں و بربادیاں رونما ہوئیں۔ وہاں مقدس مذہبی مقامات کو سخت نقصان پہنچا۔ ان میں سے کئی ایک بالکل ویران ہو گئے۔ اس بربادی کے پیش نظر خیال کیا جاتا تھا۔ کہ شاید قادیان اب پہلے کی طرح مرجع خلائق نہ رہے گا۔ اور وہ وعدہ پورا ہونے رک جائے گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے جس نے یہ وعدہ دیا تھا۔ اور جس نے اس مقدس مقام سے جماعت کی ہجرت کی اطلاع قبل از وقت دی تھی۔ اور ساتھ ہی اس مقدس بستی کی حفاظت کا وعدہ بھی فرمایا تھا۔ اس نے لوگوں کو کھینچ کھینچ کر اس بستی کی طرف متوجہ کیا اور دنیا یہ معلوم کر کے حیران ہو گئی کہ اس زمانہ میں بھی جب حضرت امام جماعت احمدیہ مع احمدیوں کی اکثر آبادی کے قادیان میں موجود نہیں۔ اس مقدس بستی کی زیارت کے لئے ڈیڑھ لاکھ سے زائد غیر مسلم زائرین ۱۹۴۷ء کے بعد آ چکے ہیں۔ اور یہ تعداد ان احباب کے علاوہ ہے جو مختلف سالانہ اجتماعوں پر ہندو پاکستان اور بیرون ممالک سے آتے رہتے ہیں۔

پھر یہ بھی عجیب بات ہے۔ کہ ان سولہ سترہ سالوں میں دنیوی اعتبار سے جتنے بڑے بڑے لوگ قادیان میں آئے ہیں۔ اتنی تعداد میں اس سے قبل کبھی نہیں آئے۔ ذیل میں ہم مثال کے طور پر بعض افسران حکومت اور بڑے بڑے لوگوں کے نام تحریر کرتے ہیں۔ جنہوں نے تقسیم ملک کے بعد قادیان اور ہمارے مقامات کی زیارت کی۔ ان ناموں اور تعداد سے خدائی وعدے کا شاندار طور پر پورا ہونے کا کسی قدر اندازہ ہو سکتا ہے۔

(۱) جنرل کے۔ ایم۔ کریاپا کمانڈر انچیف فوج ہند۔
(۲) مسٹر حسین شہید سہروردی سابق وزیر اعظم بنگال
(۳) میجر جنرل تھورٹ (۴) میجر جنرل تھمایا۔
(۵) بریگیڈیر محمد عثمان (۶) بریگیڈیر محمد شریف
(۷) بریگیڈیر پریم پائی۔
(۸) مسٹر کے۔ سی۔ سیٹھ نگی وزیر حکومت ہند۔
(۹) مسٹر گوپی چند بھارگو سابق وزیر اعلیٰ حکومت پنجاب۔
(۱۰) مسٹر بھیم سین سچر سابق وزیر اعلیٰ حکومت پنجاب۔
(۱۱) گیانی کرتار سنگھ سابق وزیر حکومت پنجاب
(۱۲) سردار ایشر سنگھ مجھیل سابق وزیر حکومت پنجاب
(۱۳) ٹھاکر ... سابقہ وزیر حکومت پنجاب

(۱۴) سردار سورن سنگھ وزیر حکومت ہند
(۱۵) ڈاکٹر ستیہ پال سابق سپیکر پنجاب اسمبلی
(۱۶) سردار گوردیال سنگھ ڈی۔ آئی۔ جی
(۱۷) ماسٹر تارا سنگھ صاحب اکالی لیڈر
(۱۸) جنرل موہن سنگھ صاحب
(۱۹) سردار گوربچن سنگھ صاحب باجوہ سابق وزیر حکومت پنجاب۔
(۲۰) سردار سنت پرکاش سنگھ آئی۔ جی پولیس پنجاب۔
(۲۱) سردار اجل سنگھ صاحب ایم اے سابق وزیر حکومت پنجاب۔
(۲۲) پروفیسر ریشونت رائے ایم۔ ایل بھد
(۲۳) بھگت گوراں داس جی ایم۔ ایل۔ اے
(۲۴) سردار نرنجن سنگھ صاحب پرنسپل کیمپ کالج نئی دہلی
(۲۵) شری این وی گیڈگل گورنر پنجاب۔
(۲۶) اچاریہ ونوبا بھاوے بھودان لیڈر
(۲۷) جناب پنڈت رگھوناتھ صاحب ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر گورداسپور
(۲۸) علامہ نیاز فتحپوری۔
(۲۹) شری برجنس لال ڈپٹی چیف منسٹر حکومت پنجاب۔
(۳۰) جناب سردار پرتاپ سنگھ صاحب کیروں وزیر اعلیٰ حکومت پنجاب
(۳۱) چوہدری طیب حسین خاں صاحب سابق نائب وزیر حکومت پنجاب
(۳۲) جناب سردار جگجیت سنگھ صاحب نامدھاری گورو۔
(۳۳) پنڈت موہن لال صاحب وزیر حکومت پنجاب۔
(۳۴) چوہدری بشیر الدین صاحب ممبر کونسل پنجاب۔
(۳۵) پنڈت گوبرکھ ناتھ صاحب ایم ایل اے
(۳۶) سردار کرپا سنگھ صاحب نارنگ ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور
(۳۷) شری رش نا تھ وندیہ حکومت پنجاب
(۳۸) سنت فتح سنگھ صاحب۔
(۳۹) سنت متا سنگھ کانگرس سوشل ورکر
(۴۰) چونی لال لمبوزہ ایڈووکیٹ کرنال
(۴۱) سردار بیابا سنگھ سکہ مشنری امرتسر
(۴۲) سردار بڈھا سنگھ گوردوارہ نشنگ ٹاؤن شپ ضلع ہوشیار پور

ان افسران کے علاوہ ضلع کے متعدد دوسرے افسران، اخباروں کے نمائندے اور بیرون ہند کے احمدی بھی اس دوران میں قادیان مقدس آ چکے ہیں۔

ذیل میں مختصر طور پر بعض زائرین جو جماعت احمدیہ کے مقدس مقامات کی زیارت کے لئے تشریف لائے اور مقامات مقدسہ کی زیارت کے بعد جن نیک تاثرات کا اظہار کیا درج کرتا ہوں۔ ان سے ان کے خیالات اور اثرات کا کسی قدر علم قارئین پاسبان کو ہو سکے گا۔

(۱) مسٹر کیپٹن آدم مکینگ (M.C.C.A.G) پرنسپل سالویشن آرمی سکول بٹالہ اپنی لیڈی صاحبہ اور بچہ کے ساتھ ۲۵/۱۰/۵۲ کو قادیان تشریف لائے۔ وہ اپنے خط مورخہ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۵۲ء میں لکھتے ہیں:-

"ہم سب خیر و عافیت گھر پہنچ گئے ہیں۔ ہم نے قادیان میں آپ سب کے ساتھ بہت عمدہ وقت گذارا میری بیوی اس بات سے بہت خوش ہے کہ اس کو آپ کے مقدس مقامات کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا موقعہ مل گیا۔ اور اس سے آپ کے مذہب کی تحقیق کا ایک عمدہ موقعہ میسر آیا۔ میں اس تکلیف فرمائی کا مشکور ہوں جو کہ آپ نے میرے آرام اور دلچسپی کے لئے کی۔ اور میں اس کی بہت قدر کرتا ہوں میں جب آپ کو اطلاع دونگا کہ میں دوبارہ قادیان آکر وہ فوٹو دکھا سکوں گا جو میں نے آپ کے مقامات کے لئے ہیں"۔

(۲) دودھا رام صاحب پرنسپل سناتن دھرم کالج انبالہ چھاؤنی تحریر فرماتے ہیں:-

"میں مورخہ ۱۹ر مارچ کو قادیان میں آیا۔ اور حسب منشا یہاں متبرک مقامات اور جگہیں دیکھیں۔ میرے دل کو اس سے بہت خوشی ہوئی میں احمدیہ جماعت کے ان افراد کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے پنجاب کے ہولناک حادثات اور واقعات کے باوجود ہندوستان کو اپنا ملک سمجھا اور یہاں پر قیام رکھا"۔

(۳) مسٹر مدن موہن لال صاحب ایڈووکیٹ دہلی تحریر فرماتے ہیں:-

"میں نے آج قادیان دیکھا۔ اس کے مقدس مقامات کی زیارت کی۔ اور احمدیہ جماعت کے مبلغین کی باتیں بھی سنیں۔ قادیان کے احمدی بہت ہی پُرامن خیالات کے لوگ ہیں۔ وہ سب کے سب اپنے مذہب کی تبلیغ اور ترقی کے لئے وقف ہیں۔ ان کا سینہ حد شکر گذار ہوں ان کے اخلاق بہت لیت ہیں وہ اور ملائمت والے ہیں۔ چونکہ مکرم شیخ بشیر احمد اور چوہدری اسد اللہ خاں صاحب بیرسٹر ایٹ لاء سے میرے پرانے مراسم ہیں اس لئے ان مقدس مقامات کو دیکھنا میں نے ضروری خیال کیا"۔

(۴) کیپٹن گوردھن داس صاحب کپور ایم۔ ایس۔ ٹی۔ فیروزپور کے تاثرات:-

"میں آج قادیان میں اپنی کئی برسوں کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے آیا۔ انجمن احمدیہ کے دفتر میں حاضر ہوا۔ مقدس مقامات کی زیارت کی۔ میرے دل کو بہت خوشی ہوئی۔ آج مجھے یہ اچھی طرح سے معلوم ہوا کہ احمدیہ جماعت بڑی امن پسند اور خدا کی عبادت پھیلانے والی جماعت ہے۔ ایسی صلح کل اور خدا کا قرب بخشنے والی جماعتیں دنیا میں بہت کم پائی جاتی ہیں۔ میں بھی کوشش کروں گا کہ اس جماعت کی مثال لے کر خدا کی عبادت کر سکوں۔ میں ان کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ خدا کی عبادت اور پاک اوصاف پیدا کرنے کے لئے میرے دل میں خواہش پیدا کی ہے"۔

(۵) سردار اجاگر سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر بھٹیاں ضلع گورداسپور تحریر فرماتے ہیں:-

"میں آج دفتر زیارت میں صرف قادیان کے مقدس مقامات کی زیارت کے لئے آیا۔ مولوی ... الدین صاحب انچارج دفتر نے بہت خندہ پیشانی سے مجھے منارہ اور مسجد وغیرہ کی زیارت کرائی۔ جیسا میں قادیان کی تعریف سنا کرتا تھا۔ اس سے بڑھ کر اس کو قابل تعریف پایا۔ واقعی احمدیہ جماعت پُرامن، خوش اخلاق اور اپنے عقائد میں سچی ہے۔ اس جماعت کے تمام افراد دوسرے لوگوں سے حسن سلوک سے پیش آتے ہیں۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب پیغمبر احمدیہ جماعت اور حکیم حضرت مولوی نور الدین صاحب اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فوٹو دیکھ کر طبیعت بہت خوش ہوئی۔ اور دل مانتا ہے کہ واقعی یہ معزز ہستیاں اپنے نور اور اخلاق سے اس جماعت کو روشن کریں گی اور کر رہی ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ ان کی بیان کردہ پیشگوئیوں کے مطابق ان کی تعلیم لوگوں کے دلوں کو موہ لے"۔

(۶) مسٹر لکشمی چندر اسسٹنٹ آئی اے ایس ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور نے ۲۲/۶/۵۲ کو فرمایا کہ

"قادیان ایک بہت مشہور بستی ہے۔ جس کی شہرت دور دراز کے ملکوں میں بھی پھیلی ہوئی ہے ہمیں خوشی ہے کہ اس مشہور بستی میں ہم سیکولر نظام کو عملی شکل دینے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اور اس میں سب قومیں ہندو سکھ اور مسلمان راضی خوشی اور آرام سے رہتی ہیں"۔

(۷) جناب پروفیسر شیر سنگھ صاحب ایم اے سی بمقام موہن آباد تحصیل جیند ضلع سنگرور ۱۹ر جون ۱۹۵۲ء کو قادیان کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ وہ فرماتے ہیں:-

"پیار۔ خلوص۔ الفت و محبت اور صلح، مذہب کی زندگی کے لئے سب سے ضروری چیزیں ہیں۔ مگر یہ بات افسوس سے کہنی پڑتی ہے کہ دنیا میں انسانی وحدت اور پیار کے پیدا کرنے کی جگہ مختلف مذاہب کے ورکر اور خاص کر متعصب پیروکار اپنے ذاتی مفاد کو مدنظر رکھ کر باہمی بغض و کینہ اور عداوت کا باعث بنتے رہتے ہیں۔ احمدیوں کو یہ فخر حاصل ہے کہ ان کے بانی نے سب مذاہب کو یکساں عزت و احترام کیا اور منتشر انسانی وجود کو یکجا کرنے کی از حد کوشش کی۔ یہ امر اس دفتر زیارت کے کمرہ میں داخل ہونے سے ہی ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ اس کمرہ میں دیواروں سے لٹکتے ہوئے چارٹ ہر مذہب کی رائے اور خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ احمدی یکجہتی اور اتفاق میں کمال حاصل کر چکے ہیں۔ اور پاکستان بننے کے باوجود اپنے اس مادرِ وطن اپنے مذہب کی جائے افتتاح پر خوش باش اور اعتماد سے لبریز نظر آتے ہیں۔ ان سے مل کر یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان لوگوں میں عمومی طور پر انسان سے پیار اور محبت کا جذبہ موجود ہے خواہ وہ کسی بھی مذہب و ملت کا ہو۔ یہ آثار بین الاقوامی ترقی کے لئے بہت موزوں ہیں۔ جس مذہب میں یہ باتیں اور خاص کر عمل کی زندگی میں ڈھل چکی ہوں وہ مذہب دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتا ہے۔ اور میری آرزو ہے کہ ہر مذہب کے پیروکاروں میں یہ خیال عمل میں آتا جائے۔

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں"

(۸) جناب سردار مت سنگھ صاحب آنت جلا صاحب ڈاکخانہ خاص ضلع امرتسر کے تاثرات :-

"میں نے دنیا میں جو جماعت احمدیہ کے بارے میں سنا تھا کہ حضرت مرزا صاحب خدا کا رستہ بتانے والے ہیں۔ اور ان سے خدا نے وعدے کئے ہیں۔ وہ بالکل ٹھیک ہے اور وہ خدا کے پیارے ہیں اور جماعت احمدیہ ایک ایسی جماعت ہے۔ جو انسان کی سیوا کرنے والی ہے۔ یہ جماعت ایک خیر انہ طبقہ ہے۔ میں جماعت احمدیہ کی واقفیت اور درشن سے بہت خوش ہوا۔ میں اس جماعت کو خدا کی پیاری سمجھتا ہوں۔ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب خدا کے پیارے ولی اللہ پیغمبر ہیں۔ اور مرزا صاحب کی جماعت قابل تعریف ہے۔ نیز میری معمولی عقل مرزا صاحب کی تعریف نہیں کر سکتی۔ حضرت مرزا صاحب سچے نبی ہیں۔ آپ جنتا کو خدا کے ساتھ ملاپ کا سچا اور آسان راستہ بتاتے ہیں۔ اور سب کو خدا کے ساتھ ملانے والے ہیں"

(۹) سٹر میان ماسٹر موہن لال صاحب ہائی سکول اٹاری کے تاثرات :-

"میرے دل میں عرصہ سے یہ خواہش تھی کہ میں اس مقدس مقام کی زیارت کروں۔ چنانچہ ایشور نے میری اس تمنا کو پورا کیا۔ مجھے یہاں زیارت کرنے سے جو کچھ میسر ہوا اس سے مجھے اطمینان میسر ہوا۔ اگر انسان انسان ہے۔ تو اس کے دل میں کافی سے زیادہ اثر ہوتا ہے ورنہ لاپرواہی سے تو انسان حیوان سے بھی بدتر ہے میں یہاں سے کچھ سیکھ چلا ہوں وہ مجھے تا زیست نہیں بھول سکے گا۔ اور جہاں تک ہو سکے گا۔ میں انہی امورات پر عمل پیرا ہوں گا۔ گو میرے دل میں پہلے بھی ایسے خیالات تھے۔ تاہم اس کے بعد یہاں آنے سے ان میں گونہ اضافہ ہوا ہے۔ میں اُن صاحبان کا جنہوں نے میری رہنمائی فرمائی ہے۔ میں ان کا اس معاملہ میں مرہون منت ہوں۔ میرے دل میں یہ خواہش عود کر رہی ہے۔ کہ میں پھر جلدی آکر بقایا چیزیں اور مقدس مقامات کی زیارت حاصل کر کے اپنی معلومات میں اضافہ کروں"۔

(۱۰) مسٹری بلدیو مترز صاحب ایڈیٹر "راہی" دہلی کے تاثرات :-

"دنیا کے جہان میں کچھ شخصیتیں ایسی اُٹھتی ہیں۔ جو ہمیشہ ہمیش کے لئے اپنے نقش عوام کی رہنمائی کے لئے چھوڑ جاتی ہیں۔ چنانچہ قادیان بھی ایسی ہی ایک شخصیت کا نقش ہے جس سے لوگ ایسا درس حاصل کر سکتے ہیں۔ جو انہیں حقیقی منزل کی طرف لے جا سکے۔ جہاں محبت، اخوت اور رواداری ہے۔ کاش میرے ملک کے لوگ اس منارہ سے جو آسمان کی بلندیوں تک پہنچ کر ان کو سچی روشنی عطا کرتا ہے۔ وہ روشنی حاصل کرتے۔ جس سے ان کی دلی کدورتیں مٹ جاتیں اور باہم مل جل کر زندگی بسر کرنا سیکھتے۔ خیر میرا یقین ہے کہ قادیان میں تعمیر شدہ منارہ صلح و آشتی کا پیغام دیتا رہے گا۔ میری یہاں آمد بالکل اتفاقیہ ہے۔ کافی عرصہ سے اس مقام کی زیارت کا شوق رہا۔ لیکن وقت کا انتظار لازمی ہے۔ مدت کے بعد یہ آرزو بر آئی مجھے ان اصحاب سے مل کر نہایت خوشی ہوئی۔ جنہوں نے نہایت تپاک سے مجھے مقدس مقامات کی زیارت کرائی میں ان کے اس پُر تپاک سلوک کا ہمیشہ مشکور رہوں گا میری تمنا ہے کہ اس خزاں رسیدہ چمن میں پھر پہلی سی بہار اور شگفتگی جلد آ جائے"۔

مزید ... اور تاثرات بعد میں کسی وقت پیش کروں گا۔ قادیان میں "صدر انجمن احمدیہ قادیان" (جو ایک رجسٹرڈ باڈی ہے) کے مختلف دفاتر ہیں۔ جن میں ایک دفتر زیارت مقامات مقدسہ (دفتر زائرین) ہے۔ جو ۲۲ نومبر ۱۹۴۷ء سے قائم ہے۔ اور باہر سے آنے والے زائر کو مقامات مقدسہ کی زیارت کرواتا ہے۔ لنگر خانہ اور مہمان خانہ بھی ہیں۔ اس کے علاوہ مسجد اقصیٰ، مسجد مبارک، احمدیہ شفاخانہ بھی ہیں۔ ہر سال ۵۰ دسمبر میں جلسہ سالانہ ہوتا ہے۔ جس میں ہندوستان کے علاوہ بیرون ممالک سے بھی کثیر ... شامل ہوتے ہیں۔

۱۹۴۷ء کے بعد رسالہ ماہنامہ درویش ۱۹۵۰ء سے شروع ہو کر ۱۹۵۲ء تک جاری رہا۔ رسالہ ماہنامہ "اسحاب احمد" ۱۹۵۰ء سے شروع ہو کر آج تک جاری ہے۔

آخر میں جناب منشی حسن دین صاحب رہتاسی مرحوم کی ... نظم بعنوان "قادیان" ... پر ختم کرتا ہوں۔

قادیاں تو ہے ... حُبِّ القرآن ہے
خیر سے پیدا کیا ہے مسیح الزماں ہے
... ہیں مقامات
... قرآن کا باقی جو ہے ... یہاں ہے

(کلام حسن ص ۹۶)

... ہے ... خزاں
... بہار ... ہے ...
... آج کیسے ...
... کہ ... دلدار ...

... بقلم ...

ادائیگی چندہ جلسہ سالانہ مالی سال کے ابتداء میں ضروری ہے

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ اشرعیت کے اعزاز کو بطور اکرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اس مقدس اجتماع کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے ایک خاص چندہ جاری ہے۔ جس کا نام چندہ جلسہ سالانہ ہے اس چندہ کی شرح صاحب دوست کی سالانہ آمد کا $\frac{1}{12}$ حصہ ہے یا ایک ماہ کی اوسط آمد کا $\frac{1}{4}$ حصہ بطور لازمی چندہ مقرر ہے۔ بعض دوست اس چندہ کی ادائیگی کو التوا میں ڈالتے رہتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جلسہ سالانہ سے قبل یہ لازمی چندہ وصول نہیں ہوتا۔ اور پھر مالی سال کے آخر تک پوری ادائیگی نہ ہو سکنے کے باعث جماعتوں کے ذمہ بقایا رہ جاتا ہے۔ اور اس تساہل سے خزانہ زیر بار ہو کر جلسہ سالانہ کے مقدس انتظامات میں دقت پیدا ہو جاتی ہے۔

لہٰذا ضروری ہے کہ جملہ احباب جماعت اور عہدیداران کرام شروع مالی سال سے ہی کوشش کریں کہ اس چندہ کی پوری وصولی جلسہ سالانہ کے مقدس اجتماع سے قبل ہو سکے۔ اس لازمی چندہ کے بارے میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ :-

"پس پہلے تو میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ جلسہ سالانہ کا چندہ جمع کرنے میں دوست ہمت سے کام لیں تا کہ جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے پہلے سے انتظام کیا جا سکے اصل میں تو چندہ جلسہ سالانہ سال کے شروع میں ہی دینا چاہیئے کیونکہ اگر اجناس وقت پر خرید لی جائیں تو ان پر بہت کم خرچ آتا ہے"۔

اگر احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ بالا ارشاد کے مطابق شروع مالی سال سے ہی چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی کی طرف توجہ فرماویں۔ تو اس سے بروقت اور اکٹھی اجناس وغیرہ خریدی جا سکتی ہیں۔ اور اس طریق سے اخراجات میں کفایت اور انتظام میں سہولت ہو سکتی ہے۔

امید ہے کہ تمام دوست اس کار خیر میں اپنی سے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال قادیان

موجودہ مالی سال کیلئے تحریک چندہ خاص

احباب جماعت کی آگاہی کیلئے عرض ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کا نیا مالی سال یکم مئی سے شروع ہو چکا ہے بجٹ آمد و خرچ میں باوجود سلسلہ کے ضروری اور لازمی اخراجات میں کمی کرنے کے بجٹ اخراجات کے مقابل پر بجٹ آمد میں خاصی کمی رہ گئی ہے جسے پورا کرنے کیلئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت و منظوری سے احباب جماعت میں چندہ خاص کی یہ تحریک کی جا رہی ہے۔

... احباب جماعت سے یہ درخواست ہے کہ وہ اپنی مشترکہ ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اپنی ایک ماہ کی آمد کا ... حصہ بطور چندہ خاص ادا کریں۔ تا کہ خسارہ بجٹ مبلغ پچیس ہزار روپیہ کو پورا کیا جا سکے۔ مذکورہ بالا کم از کم شرح ... احباب کیلئے لازمی ہے۔ لیکن صاحب حیثیت اور مخیر احباب سے توقع ہے کہ وہ اپنی حیثیت ... خدا تعالیٰ کے فضل کے مطابق اس تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر سلسلہ کی مشکلات کو دور کرنے میں ممد و معاون ہوں گے۔ ... جس حسن ظن اور اعتماد سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس سال چندہ خاص کے بوجھ کی ذمہ داری کو ڈالنے کی منظوری عطا فرمائی ہے امید ہے کہ جملہ احباب جماعت اسی اخلاص اور بشاشت قلبی سے اس وقتی اور معمولی بوجھ کو ... برداشت کر کے اطاعت امام و نظام سلسلہ کا بہترین نمونہ پیش کریں گے اور خدا تعالیٰ کے ... فضلوں اور انعامات کے وارث بنیں گے۔

جملہ عہدیداران مال کو چاہیئے کہ وہ حسب ارشاد چندہ خاص کی مجوزہ شرح کے مطابق چندہ دہندگان کے چندہ خاص کی تشخیص کر کے دوسرے لازمی چندہ جات کے ساتھ ساتھ چندہ خاص کی وصولی بھی پوری کوشش اور محنت سے شروع کر دیں۔

... تعالیٰ ... سب کو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے ... اور حقیقی ... کی ... جماعت میں شامل فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

نئی دہلی یکم جون۔ کانگرس کے پردھان شری کامراج نئے پردھان منتری کے متفقہ چناؤ کے لئے جو کوشش کر رہے تھے وہ کامیاب ہوتی نظر آ رہی ہے۔ باخبر حلقوں کی اطلاع کے مطابق اب یہ وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ شری لال بہادر شاستری ہی نئے پردھان منتری بنیں گے۔ پچھلے دو تین دنوں میں شری کامراج نے فرداً فرداً مختلف صوبوں کے لیڈروں سے فرداً فرداً بات چیت کی جو کانگرس پارلیمنٹری پارٹی کے ممبروں سے بھی۔ اور آخر میں وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ اکثریت شری لال بہادر شاستری کے حق میں ہے چنانچہ انہوں نے شری مرارجی ڈیسائی کو یہ سمجھایا کہ ایسی صورت میں مقابلہ کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اسی دوران میں ایک نئی صورت حال پیدا ہو گئی۔ شری جگجیون رام جو شری مرارجی ڈیسائی کے ساتھ تھے۔ بعد میں خود امیدوار بن گئے اس کی وجہ سے بھی شری مرارجی ڈیسائی کا پکش کمزور ہو گیا۔ پنجاب کے سردار پرتاپ سنگھ کیروں۔ کشمیر کے بخشی غلام محمد۔ اڑیسہ کے مکھیہ منتری شری پٹنائک اور اتر پردیش کے شری سی۔بی گپتا نے شری مرارجی ڈیسائی کے لئے بہت کوشش کی لیکن ممبروں کی اکثریت کو ان کے حق میں کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اب یہ بھی فیصلہ ہوا ہے کہ شری لال بہادر شاستری کے پردھان منتری بننے کے بعد وہ شری مرارجی ڈیسائی اور شری جگجیون رام کو وزارت میں لے لیں گے۔

راولپنڈی یکم جون۔ پاکستان کے صدر ایوب خاں نے آج پاکستان ریڈیو سے قوم کے نام ماہانہ تقریر نشر کرتے ہوئے کہا کہ وہ بھارتی عوام کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ پردھان منتری شری نہرو کی مرتیو کا ذکر کرنے کے بعد انہوں نے کہا کہ اب وقت ہے کہ دونوں فریق اور خاص کر بھارت کی نئی لیڈرشپ باہمی تعلقات پر نئے سرے سے غور کرے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم بھارت پاکستان تعلقات بہتر بنانے کی ہر مخلصانہ تحریک کا جواب دیں گے۔

نئی دہلی یکم جون۔ وزیر ہوم منسٹر شری لال بہادر شاستری نے آج لوک سبھا میں بتایا کہ لداخ کے غیر فوجی خطہ میں کسی بھی ملک کی فوجی چوکیاں قائم نہ کرنے کے ادھار پر بات چیت شروع کرنے کی تجویز کے بارے میں چین سے آمدہ اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ اور چین نے دستخط کے ساتھ براہ راست بات چیت شروع کرنے میں دلچسپی ظاہر نہیں کی ہے۔ شری شاستری نے کہا کہ بھارت سے بنیادی سٹینڈ میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ اور وہ یہ کہ چین کے ساتھ بات اسی صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ چین کولمبو تجاویز کو مکمل طور پر منظور کرے۔ اور اگر چین باضابطہ طریقے سے سلسلہ جنبانی کرے تو بھارت لداخ میں قائم کردہ چین کی سات فوجی چوکیاں ختم کئے جانے کے اقدام کو کولمبو تجاویز کی تکمیل تصور کرنے کو تیار ہے۔

نئی دہلی یکم جون آج لوک سبھا میں وزیر دفاع شری چوان نے بتایا کہ بھارت آئندہ پانچ سالوں کے دوران میں جدید ہتھیاروں اور سامان سے مسلح سوا آٹھ لاکھ فوج کھڑی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے وہ ہوائی فوج کے ۴۵ سکویڈرن بھی قائم کرنے اور بحری فوج کی موجودہ طاقت برقرار رکھنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

نئی دہلی یکم جون۔ ڈپٹی وزیر خارجہ شری دنیش سنگھ نے آج لوک سبھا میں کہا کہ حکومت کو امید ہے کہ برما سے جتنے بھی بھارتی باشندے بھارت آنے کے خواہشمند ہیں۔ ان سب کو بھارت لے آیا جائے گا۔ برما میں بھارتی ونش کے باشندوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ ہے۔ لیکن ان میں سے بھارتی شہریت رکھنے والے باشندے ایک لاکھ کے قریب ہیں ان میں سے جتنے بھی لوگ واپس آنا چاہیں گے۔ وہ آ سکیں گے۔

راولپنڈی یکم جون۔ صدر ایوب نے ایک بیان میں شری نہرو کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے کہا ہے کہ پنڈت نہرو جیسی شخصیتیں طویل مدت کے بعد پیدا ہوا کرتی ہیں اور اُن کی مرتیو سے ہندوستان کو ایک عظیم اور افسوسناک نقصان پہنچا ہے۔ یہ ایک قومی ابتلاء ہے۔ صدر ایوب نے مزید کہا کہ پنڈت نہرو ایک عظیم انسان تھے۔ اور میں ہندوستان کے اس غم میں شریک ہوں۔ صدر ایوب نے مزید کہا کہ پنڈت نہرو کی سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ اُنہوں نے ملک کو پچھلے ۱۷ برس تک ایک پائدار نظم و نسق دے رکھا۔

نئی دہلی یکم جون۔ جموں و کشمیر کے وزیر شری ڈی۔پی دھر نے ایک شوک سبھا میں بتایا کہ شری نہرو ہمیشہ شیخ عبداللہ کی رہائی کے لئے کوشاں رہے۔ کشمیر وزارت میں حال ہی میں جو تبدیلی ہوئی ہے اسے شری نہرو کا آشیرواد حاصل تھا۔ کشمیر میں حالات کو معمول پر لانے کے لئے جو پالیسیاں شروع کی گئیں وہ انہی کی مرہون منت تھیں۔ شری دھر جس شوک سبھا میں تقریر کر رہے تھے وہ راجدھانی میں رہنے والے کشمیریوں نے منعقد کی تھی شری دھر نے اس میں پنڈت نہرو کو شردھانجلی پیش کرتے ہوئے کہا کہ شیخ عبداللہ کی گذشتہ نظربندی کی ذمہ داری پنڈت نہرو پر عائد نہیں ہوتی۔ شری نہرو بھارت اور پاکستان کے درمیان مفاہمت چاہتے تھے۔ انہوں نے حال ہی میں مضبوط اور حقیقت پسندانہ بنیاد پر بھارت اور پاکستان میں نئی کوششیں شروع کی تھیں۔ اور اس سلسلہ میں شیخ عبداللہ کو ایک خاص پارٹ سونپا تھا ہمارا فرض ہے کہ ہمیں کیسی بھی مشکلات کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے۔ یہ کوششیں جاری رکھی جائیں۔

نئی دہلی یکم جون۔ شری این سی چٹرجی نے کانگرس کے صدر شری کامراج کو ایک چٹھی میں لکھا ہے کہ معقولیت کا یہ تقاضا ہے کہ پنڈت نہرو کے جانشین کے معاملہ پر کوئی تنازعہ نہ کیا جائے۔ تمام متعلقہ اصحاب کو اس بات کا اعتراف کرنا چاہیئے کہ ان میں سے کوئی بھی اس قابل نہیں ہے کہ قوم کے معمار کی جگہ لے سکے۔ اس لئے تمام کو مل کر کام کرنا ہوگا۔ اس موقعہ پر دھڑے بندی کا مظاہرہ کرنے سے ملک میں انتشار پیدا ہو جائے گا۔ یہ بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ کون پردھان منتری بنتا ہے لیکن یہ بات یقینی ہے کہ اس شخص کی عزت نہیں کی جائے گی جس کے متعلق یہ خیال پیدا ہوگا کہ اس نے پردھان منتری بننے کے لئے لڑائی جھگڑے سے کام لیا ہے۔ اور اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے کانگرس پارٹی میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی ہے ملک کے ہر ایک آدمی کی خواہش ہے کہ موجودہ انتظامات جاری رہنے چاہئیں۔ اور انتشار پیدا نہیں ہونا چاہیئے۔

قادیان میں یوم خلافت کی مبارک تقریب (بقیہ صفحہ اول)

سلام کا ایک جذبہ موجزن ہے۔ اسی ضمن میں فاضل مقرر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے وقت حضرت امیرالمومنین کے عہد اشاعت اسلام کو تفصیل سے ذکر کیا۔ پھر آپ کے عظیم الشان کارنامہ عالمگیر نظام تبلیغ کا ذکر کرتے ہوئے تفصیل سے بیان کیا کہ جہاں سنہ ۱۹۱۴ء سے پہلے جماعت احمدیہ کا کوئی تبلیغی مشن بیرون ہند میں نہیں تھا وہاں آج دنیا بھر میں تبلیغی مشنوں کا جال پھیلا ہوا ہے۔ اور وہ دن گذر گئے جبکہ کہا جاتا تھا کہ حکومت برطانیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ مگر آج یہ امتیاز احمدیہ جماعت کو حاصل ہو چکا ہے کہ جماعت احمدیہ پر کسی وقت سورج غروب نہیں ہوتا۔ کیونکہ احمدیہ جماعت سے وابستہ افراد دنیا کے ہر حصہ میں موجود ہیں۔

حضرت امیرالمومنین کی تنظیمی کارنامہ کے ماتحت اطفال الاحمدیہ۔ خدام الاحمدیہ انصار اللہ۔ لجنہ اماء اللہ۔ صدر انجمن احمدیہ تحریک جدید کی مختلف تنظیموں کا ذکر کرتے ہوئے فاضل مقرر نے ربوہ کی تعمیر اور اس کی مرکزی افادیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے تقریباً مثال لٹریچر کے ضمن میں تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر کی تالیفات پر روشنی ڈالنے کے بعد ہندوستان کی جنگ آزادی کے متعلق حضرت امیرالمومنین کے انگلستان کی سیر پارٹی کے متعلق رویا اور کشوف کا تفصیل سے ذکر کیا۔ اور آخر میں بتایا کہ آج محمود کے غلام دنیا بھر میں اشاعت اسلام کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔

اس تقریر کے بعد صاحب صدر نے اجتماعی دعا کرائی اور یہ مبارک تقریب دس بجے کے قریب اختتام پذیر ہوئی۔

مستورات بھی بر عایت پردہ اس جلسہ میں شامل ہوئیں۔

مرتبہ خاکسار
بشیر احمد ناصر بی۔اے۔ گیانی
قادیان دارالامان